ماہنامہ مجلہ

حیات نو

بلریا گنج

"وہ شخص جو طلبہ کے ساتھ قہر کا برتاؤ کرتا ہے اسکے دلوں کی خوشی چھین لیتا ہے انہیں کسلمند بنا دیتا ہے، انہیں دروغ گو اور بد باطن بنا دیتا ہے، وہ ایسی باتیں ظاہر کرنے لگتے ہیں جو انکے ضمیر کے خلاف ہوتی ہیں۔

ایسا نہ کریں تو قہر کے شکار رہیں، وہ مکر اور دھوکہ کے عادی ہو جاتے ہیں بغیر اسکے کام نہیں چلتا۔ یہی اطوار انکی عادت اور خلق بن جاتے ہیں"۔ (مقدمہ ابن خلدون)

[illegible]

ماہنامہ مجلہ

حیاتِ نو

بلریاگنج

شمارہ نمبر ۱	ذی قعدہ ۲۴،۱۴۲۳ھ جنوری ۲۰۰۳ء	جلد نمبر ۲۰

معاون مدیر
انیس احمد فلاحی مدنی

مدیر مسئول
ابوالمکارم ازہری فلاحی

☆ سالانہ زرتعاون: ۹۰ روپے
☆ خصوصی زرتعاون: ۲۰۰ روپے
☆ بیرون ملک: ۲۵ امریکی ڈالر

☆ طلبہ کے لیے: ۶۰ روپے
☆ اعزازی زرتعاون: ۱۰۰۰ روپے
☆ اس شمارہ کی قیمت: ۹ روپے

اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی مدت خرید اری ختم ہو چکی ہے لہذا جلد از جلد سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں۔

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔

ترسیل زر کا پتہ

ماہنامہ مجلہ حیات نو جامعۃ الفلاح
بلریاگنج، اعظم گڑھ (یوپی) ۲۷۶۱۲۱
Phone:05466-25115

نقوش حیات نو

○ اداریہ

نئے عالمی نظام میں اسلامی اتحاد کی ضرورت اور حج کا پیغام — اسعد اسرائیلی — ۳

○ مقالات

زمین کا تین حصوں پر بڑے پیمانے پر جھلس جانا — یوسف الوائلی — ۸

جیری مرکا قبول اسلام — محمد سہیل فلاحی — ۹

○ بحث ونظر

عرب اسرائیل تنازعہ بنیادی محرکات آخری قسط — عبدالرحمن زریاب فلاحی — ۱۳

○ تعارف کتب

اسلامی مصادر کا تعارف (۵) — ڈاکٹر عبدالوہاب ابراہیم ابوسلیمان — ۱۹

○ اصولی مباحث

امر تخریج اور اس کے قواعد (۴) — ڈاکٹر محمود الطحان — ۲۳

○ شبہات حول السنہ

حدیث اور مستشرقین (۱) — انیس احمد فلاحی — ۳۰

○ مذاہب عالم

توریت کا تعارف (۳) — ابوالقیم فلاحی — ۳۶

○ سفرنامہ

دورۂ امریکہ و برطانیہ تاثرات ومشاہدات (۱) — مقبول احمد فلاحی — ۴۱

○ جامعہ کے لیل ونہار

نائب مہتمم کا خطاب — ادارہ — ۴۷

سکریٹری جمعیۃ الطلبہ کا انتخاب

جامعہ سے دو اساتذہ کی سفر حج پر روانگی

سرگرم عام ارکان انجمن طلبہ قدیم — مولانا رحمت اللہ الاثری — ۴۸

مہمان اداریہ

نئے عالمی نظام میں اسلامی اتحاد کی ضرورت اور حج کا پیغام

اسعد اسرائیلی

سوویت یونین کا سقوط موجودہ دور کا بہت بڑا واقعہ ہے۔ اس واقعہ نے سیاسی اعتبار سے امریکہ کو دنیا کی سپر پاور بنا دیا ہے تو نظریاتی اعتبار سے اسلام کو۔ اگر اس حقیقت کو سامنے رکھا جائے کہ نظریہ ہی اصل طاقت ہوتی ہے اور سیاست نظریہ کی محض خادم ہوتی ہے۔ تو ہم پورے اعتماد کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ امریکہ کی خواہشات کے علی الرغم نیا عالمی نظام اسلام کے احیاء کے لئے روشن امکانات کی راہ ہموار کر رہا ہے۔

کوئی ملت عالمی قیادت کا مقام صرف اسی وقت سنبھال سکتی ہے جب اس کی جڑیں ماضی میں ہوں، جن کے ذریعہ وہ خود کو گزرے تجربات سے جوڑ سکے۔ جب اس کے پاس ایک طاقت ور نظریہ ہو جس سے وہ نسل انسانی کو ایک وحدت میں باندھ سکے اور جب اس کے پاس ایک تحریک ہو جس کے ذریعے وہ اپنے نظریے کو زمانہ مستقبل تک متعدی کر سکے مجرد نظریہ تو صرف ایک ٹھہرا ہوا تالاب ہوتا ہے۔ جب تک ایک تحریک اس کی رفاقت نہ کرے وہ ایک جوئے رواں نہیں بن سکتا۔

اتفاق سے امریکہ ان تینوں چیزوں سے محروم ہے اس کی اصل کشش صرف اسی کی اشیاء صرف ہیں۔ زندگی کو عیش وآرام اور لطف ولذت بخشنے والے وسائل ہیں صرف یہی کشش عوام کو اس کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ لیکن یہ تاریخ کی ایک بے رحم حقیقت ہے کہ لذت اندوزی کا خوگر سماج بہت جلد کھوکھلا ہو جاتا ہے۔ اور اپنے کھوکھلے سماج کو فوجی سیاسی اعتبار سے برتر بنانے کا جنون محض کرم شہتیروں پر بھاری چھت ڈالنے کے مترادف ہے۔

امریکہ کا کوئی ماضی نہیں، اس کا کوئی تاریخی سرچشمہ نہیں اس کا کوئی خیال نہیں اور چونکہ اس کا کوئی نظریہ نہیں اس لیے اس کا کوئی مستقبل نہیں۔

امریکہ سمیت آج ساری دنیا محسوس کر رہی ہے کہ یہ مستقبل میں عالمی نظام کی قیادت کا فرض وہائٹ ہاؤس کے بجائے خانہ کعبہ کو انجام دینا ہے۔ چونکہ یہی وہ مرکز انسانیت ہے جس کے پاس اپنی ایک تاریخ ہے جس کا اپنا ایک نظریہ ہے اور جس کی اپنی ایک تحریک ہے۔

اول اس گھر کی اپنی ایک تاریخ ہے۔ قرآن نے واضح کیا ہے کہ

یہی وہ پہلا گھر ہے جسے ساری انسانیت کی رہبری کے لئے تعمیر کیا گیا تھا۔ (ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا و ھدی للعلمین) نسل و نسب اور تمام جغرافیائی امتیازات سے بالاتر ہو کر اس گھر کی تعمیر کی گئی ہے۔ اس لئے وحدت انسانیت کے تصور پر مبنی کسی معاشرے کے قیام کے لئے بھی گھر اپنا ایک تاریخی پس منظر رکھتا ہے۔

ب۔ قرآن نے واضح کیا ہے کہ یہ گھر وحدت نسل انسانی کا سرچشمہ ہونے کی حیثیت مستقبل میں بھی برقرار رکھے گا چونکہ یہ گھر البیت العتیق ہے اور پائیداری اس کی صفت ہے۔ دو بے نکلے سورج اور گزرتے ہوئے ماہ و سال اس کی ظہر باقی آب و تاب کو دھندلا نہیں سکتے۔ اور یہ چونکہ قرنہا قرن سے چلی آرہی ایک پرانی عمارت ہے اس لئے وہ کسی خاص قوم یا ملک کی جاگیر نہیں ہو سکتی یہ عمارت ایک انسانی اور آفاقی نظریے کا ورثہ ہے اور دنیا میں جب کہیں اور جہاں کہیں اس نظریے کے حاملین ہوں یہ ان کے پاس خدا کی ایک دائمی امانت ہے۔

۲۔ اس گھر کا اپنا ایک نظریہ ہے یہ نسل انسانی کو جغرافیہ نسب نسل اور زبان کے اختیارات کی بنا پر ٹکڑوں میں تقسیم نہیں کرنا چاہتا بلکہ سارے انسانوں کو ان کے پروردگار اور مالک کے آستانے پر یکجا کرنا چاہتا ہے۔ تاکہ اپنے ایک ہی خالق اور مالک کے رشتے سے پوری نسل انسانی بھائی بن جائے۔ اسی لئے قرآن نے تمام انسانوں کو اس گھر کی زیارت کی طرف متوجہ کرنے کے لئے اللہ کو بنیادی حوالہ قرار دیا ہے (وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا)

ب۔ چونکہ انسانی اخوت کا یہ احساس تبلیغی طور پر ایک عالمی امن کو وجود میں لائے گا اس لئے قرآن نے اس گھر کو امن کا گھر قرار دیا ہے (واذ جعلنا البیت مثابة للناس وأمنا) اسی وجہ سے مشرق و مغرب سے آنے والے تمام انسانوں کے لئے یہ شرط لگا دی گئی ہے کہ اگر راستے پر امن ہوں تب ہی وہ حج کو آسکتے ہیں۔ یہ اس بات کا واضح اشارہ ہے کہ صرف بیت اللہ ہی عالمی امن کا ضامن ہے۔ چونکہ ایک طرف وہ مشرق و مغرب کے سارے انسانوں کو اپنی طرف بلاتا ہے۔ دوسری طرف راستوں کے امن کو بنیادی شرط قرار دیتا ہے۔ جس کا صاف مطلب ہے کہ اسلام اپنی سیاسی غلبے کی صورت میں عالمی امن و سلامتی کی ضمانت دے گا۔

۳۔ یہ گھر ایک عظیم تحریک کا مرکز ہے۔ قرآن نے بتایا کہ یہ ا۔ مثابة للناس ہے یعنی ایسی جگہ جہاں لوگ آئیں اور پھر لوٹ کر ساری دنیا میں پھیل جائیں۔ یہ گھر ساری دنیا کا ایک دھڑکتا ہوا

دل ہے جہاں لوگ اللہ کی عظمت کے نعرے لگاتے ہوئے جمع ہوتے ہیں، اور صرف خدا کی عظمت کا اعلان کرنے کے لئے دنیا کے گوشے میں بکھر جاتے ہیں۔ اس طرح ساری دنیا میں تکبیر رب کا ماحول بن جاتا ہے۔

ب۔ یہ باطل سے لوہا لینے کا مقام ہے۔ انسانیت کے لئے حق کی بقا اور فروغ کا دار و مدار اسی گھر پر ہے۔ (جعل اللہ الکعبة الحرام قیاماً للناس)۔ اس گھر سے ہر نظام باطل کے خلاف اعلان برآت کیا جائے گا آغاز تحریک اسلامی حضور اکرم ﷺ حالانکہ مدینہ منورہ میں موجود تھے لیکن قرآن بتاتا ہے کہ کفر کے خلاف اعلان برآت آپ نے مکہ میں کرایا گیا (براءۃ من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر ان اللہ بریٔ من المشرکین ورسولہ) یہ اس بات کا اشارہ ہے کہ اس اعلان مذمت و اظہار برات کا اصل مرکز خانہ کعبہ ہے۔

د۔ اس گھر سے انسانی مفادات کو کنٹرول کیا جائے گا (لیشھد وا منافع لھم) گویا قرآن کے نزدیک ملی مفادات کے لئے تجزیہ و بجٹ کا مرکز خانہ کعبہ ہے۔

خدا کی مرضی کے مطابق کعبہ کی سرزمین تحریک اسلامی کے لئے معاشی مسائل کا بندوبست بھی کرے گی عالمی اسلامی تحریک کو برپا کرنے کے لیے ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ پروردگار تو اس سرزمین میں ایسا معاشی بندوبست کرتا جس سے اس مقصد عظیم کے لیے کام کرنے والی میری نسل دعوت حق کے لئے یکسو ہو سکے۔

ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم لیقیموا الصلوة فاجعل افئدة من الناس تھوی الیھم وارزقھم من الثمرات)

خدا نے اس دعا کو قبول کیا اور آج تک وہ سرزمین پٹرول اور سونے کے ذخائر اگل رہی ہے۔ یہ معاشی وسائل صرف اس لئے فراہم کیے گئے تاکہ یہ امت اقتصادی بدحالی کا خطرہ نہ کرے ٹھیک اسی طرح جس طرح بنی اسرائیل کو امامت عالم کا یہی مقام عطا کرتے ہوئے ان کے لئے من و سلویٰ کا انتظام کیا گیا تھا۔

تاریخ، نظریہ، اور تحریک کے تینوں عنوانات میں خانہ کعبہ کے تعلق سے قرآن کی یہ تصریحات خانہ کعبہ کا اصل مقام واضح کرتی ہیں چونکہ حج زیارت خانہ کعبہ کا نام ہے۔ اس لئے ہم

نئے عالمی نظام میں حج کی اہمیت کا ادراک کر سکتے ہیں۔

حج خانہ کعبہ میں ہونے والی ایک ایسی سالانہ کانفرنس ہے جو فرض ہے، اور اسلئے افضل عبادات ہے کہ اس میں تمام عبادات کی روح سمٹ آئی ہے۔ درحقیقت یہ عبادت جسم جان، مال، خدمات اور احساسات کی ایک مکمل قرآنی یہ عبادت ہمیں ایک طرف تاریخ سے جوڑتی ہے تو دوسری طرف ہمارے مستقبل کی منصوبہ بندی کرتی ہے، تیسری طرف ہمارے حال میں حوصلے اور جذبے کی اسپرٹ دوڑا دیتی ہے۔

یہ عبادت ملت اسلامی میں احساس وحدت پیدا کرتی ہے اس طرح ہم باطل کے خلاف بنیان مرصوص بن جاتے ہیں۔ کالے گورے، امیر، غریب اور اونچ نیچ کے سارے امتیاز مٹا کر مختلف ملکوں سے آئے ہوئے لوگ ایک ہی لباس میں ایک ہی وقت اور ایک ہی دعوت میں ایک ہی نعرہ لگاتے ہیں۔ ایک ساتھ چلتے۔ بڑھتے اور قیام کرتے ہیں۔ ایک ساتھ قربانی کرتے، طواف کرتے، رمی کرتے اور سعی کرتے ہیں۔ اور باقی ملت جو دنیا کے مختلف گوشوں میں حج کی شرکت کرنے سے محروم رہ جاتی ہے۔ اسے عیدالاضحیٰ کے ذریعہ حج کے احساسات واعمال سے جوڑ دیا جاتا ہے۔

اس کے سارے مناسک ایک تحریکی مقصدیت رکھتے ہیں، اپنے مقصد کے لئے ہمیں سب کچھ قربان کر دینا سکھاتے ہیں، احرام ساری دنیا سے بے نیاز ہونے کی علامت ہے۔ **سعی بین الصفا والمروۃ** دعوت تاریخ کے کچھ مراحل کو یاد دلاتی ہے۔ رمی باطل سے اظہار برأت کی علامت ہے۔ اس عبادت کے ذریعہ خدا ہمارے اندر جہاد کے حقیقی اوصاف پیدا کرنا چاہتا ہے۔

اجعلتم سقایة الحاج وعمارة المسجد الحرام کمن آمن باللہ والیوم الآخر وجاہد فی سبیل اللہ۔ کہا گیا۔ کالایمان باللہ والیوم الآخر والجہاد فی سبیل اللہ نہیں کہا گیا۔ کیوں کہ خدا اوصاف نہیں موصوف دیکھنا چاہتا ہے۔

حج کی اس معنویت کو ذہن میں رکھتے ہوئے جب ہم حالات کا جائزہ لیتے ہیں تو صاف نظر آتا ہے۔ کہ آج نئے عالمی نظام کے ساتھ ساتھ ہمارے مقدس مقامات بھی امریکہ کے ہاتھوں میں ہیں۔ نہ صرف قبلہ اول بلکہ قبلہ ثانی خانہ کعبہ بھی درحقیقت امریکہ کے ہاتھ میں ہے۔ اس طرح امریکہ الابر ساری صورت حال کا مالک ہے۔ اس وقت بے حد ضروری ہے کہ کعبہ مقدسہ اس کے

نظریاتی محافظوں کی نگہداشت میں ہو۔ تاریخ کا یہی وہ موڑ ہے جب کعبہ مقدسہ کے تاریخی مقام اور حج بیت اللہ کے اصلی پیغام کو دنیا کے سامنے لانا ضروری ہو گیا ہے۔ تا کہ خانہ کعبہ ایک بار پھر عالم انسانیت کی قیادت سنبھال سکے۔

وقت فرصت ہے کہاں شام ابھی باقی ہے
نور توحید کا اتمام ابھی باقی ہے

☆☆☆☆☆

سفر عشق

"حج کے سلسلے میں مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے ایک اہم مکتوب کا اقتباس"

"اگر دل میں تڑپ اور سینے میں درد نہ ہو تو زندگی ہیچ ہے۔ وہ انسان انسان نہیں جس کے دل و دماغ، روح و اعضاء محبوب حقیقی کے عشق اور ولولہ سے خالی ہیں۔ یہاں عقل کے ہوش گم ہیں جس قدر بھی شورش ہوگی اور جس قدر اضطراب و بے چینی ہوگی اسی قدر یہاں کمال شمار کیا جائے گا۔ عقل وحیاء کے مقید ہونے والے عشاق اور آرام و راحت کے طلبگار محض اپنی سچائی کے اثبات سے عاجز ہیں۔ اس وادی میں قدم رکھنے والے کو ہر قسم کی قربانی کے لئے پہلے سے تیار رہنا ضروری ہے۔ آرام و راحت، عزت وجاہ کا خیال بھی اس راہ میں سخت ترین بلکہ بدترین بدنام کرنے والا گناہ ہے۔

یقین میداں کہ آں شاہ نکو نام ☆ بدست سر بریدہ می دہد جام

اس وادی پرخار میں قدم رکھتے ہیں اور پھر عقل کا سر کے چکر کا، بیماری کا، ضعف کا، تکلیف کا، عزت وجاہ کا خیال ہے، افسوس ہے۔ مردانہ وار قدم بڑھا دیجئے۔ اگر تکلیف سامنے ہو تو خوش قسمتی سمجھئے۔ اگر ستائے جائیں تو محبوب کی عنایت جانئے۔

کلا واللہ، کلا واللہ، اشد الناس بلاء
الانبیاء ثم الامثل فالامثل

(الفرقان، حج نمبر ۱۳۶۹ھ)

قیامت کی نشانیاں

زمین کا تین جگہوں پر بڑے پیمانے پر دھنس جانا

خسوفات ثلاثہ

یوسف الوابل

دلائل:

۱۔ حذیفہ بن اسیدؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک واقع نہ ہوگی جب تک کہ تم لوگ دس نشانیوں کو نہ دیکھ لو'' پھر آپ نے ان نشانیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ تین بڑے بڑے علاقے دھنس جائیں گے ایک علاقہ مشرق میں دوسرا مغرب میں اور تیسرا جزیرہ عرب میں دھنس پڑے گا۔ (صحیح مسلم، کتاب الفتن ۱۸۰۰،۲۷،۲۸)

۲۔ ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میرے بعد مشرق اور مغرب میں ایک ایک علاقہ دھنس پڑے گا اور جزیرہ عرب کا بھی۔ اس پر میں نے آپ ﷺ سے پوچھا کیا زمین نیک لوگوں کے ہونے کے باوجود بھی دھنسا دی جائے گی؟ آپ ﷺ نے جواب دیا ایسا اسوقت ہوگا جب اکثر لوگ برے ہو جائیں گے (مجمع الزوائد ۱۱/۸) اس کے ایک راوی حکیم بن نافع بعض ائمہ کے نزدیک ثقہ اور بعض کے نزدیک ضعیف ہیں اور بقیہ رواۃ معتبر ہیں۔ (مجمع الزوائد ۱۱/۸)

کیا زمین کے تین جگہوں پر دھنسنے کا عمل واقع ہو چکا ہے

قیامت کی دیگر بڑی نشانیوں کی طرح دھنسنے کا یہ عمل بھی ابھی واقع نہیں ہوا ہے۔ علامہ شریف البرزنجی کے نزدیک یہ عمل واقع ہو چکا ہے (الاشاعہ: ۴۹) لیکن یہ رائے درست نہیں۔ زمین کے اکثر حصوں میں چھوٹے پیمانے پر دھنسنے کا عمل ضرور واقع ہوا ہے۔ لیکن بڑے پیمانے پر تین جگہوں پر دھنسنے کا یہ عمل قیامت کے بالکل قریب اس وقت واقع ہوگا جب برے لوگوں کی کثرت ہو جائے گی۔ رہا چھوٹے پیمانے پر بعض علاقوں کا دھنس جانا تو یہ قیامت کی چھوٹی نشانیوں میں سے ہے۔

ابن حجر کہتے ہیں: ''متعدد مقامات پر دھنسنے کا عمل واقع ہو چکا ہے لیکن یہ احتمال ہے کہ تینوں ''خسوفات'' سے مراد بڑے پیمانے پر دھنسنا مراد ہو۔ (فتح الباری ۸۴/۱۳) حدیث میں آئے ہوئے ان الفاظ سے بھی اسکی تائید ہوتی ہے کہ ایسا اسوقت ہوگا جب لوگوں میں خرابیاں اور برائیاں زیادہ ہو جائیں گی۔

☆☆☆

Gary Miller

گیری ملر کا قبول اسلام

مترجم محمد سہیل فلاحی

ڈاکٹر گیری ملر Gary Miller کناڈا میں حساب اور منطق و فلسفہ کے شعبے میں مفکر پروفیسر ہیں اور بر اعظم امریکہ میں بالعموم اور کناڈا میں بالخصوص اہم عیسائی مبلغین میں ان کا شمار ہوتا ہے انہوں نے اپنی زندگی کے بیشتر لمحات کو عیسائیت کی خدمت کے لیے وقف کر دیا تھا ان کو میشنری Missionary کے کاموں پر مکمل دسترس حاصل تھی اور اس کے ساتھ ساتھ مذہبی کتابوں پر گہرا علم حاصل ہے۔ برسوں تک گمراہی اور ضلالت میں زندگی گذارنے کے بعد اللہ تعالی نے ان کو ایمان کے نور سے بھر دیا اور اس کے بعد آپ اسلام کے ایک زبردست داعی بن گئے۔ الدعوۃ میگزین (ریاض) کو اس عظیم شخصیت سے گفتگو کا شرف حاصل ہوا تاکہ قارئین بھی ان کے تجربات سے کچھ فائدہ اٹھائیں، اس ملاقات میں انہوں نے اپنے ان خیالات کا اظہار کیا کہ کس طرح سے وہ اسلام سے قریب ہوئے اور کس طرح سے اپنے فلسفیانہ خیالات کے باوجود اسلام کو سمجھا اور اسے قبول کیا۔

سوال:۔ کیا آپ ہمارے قارئین کو براہ کرم بتائیں گے کہ کس طرح سے شروع شروع میں آپ اسلام کی طرف مائل ہوئے۔

جواب:۔ اسلام کی جانب اس وقت میں متوجہ ہوا جب میں نے قرآن کو برے مقاصد کے تحت پڑھنا شروع کیا، میرا مقصد تھا کہ قرآن کا زیادہ سے زیادہ مطالعہ کر کے اس میں سے کمیوں کو تلاش کروں تاکہ مسلمانوں کے دلوں میں شکوک و شبہات جنم لیں اور اس طرح سے ان کو عیسائیت کی طرف مائل کروں مگر مجھ کو اس کتاب میں کوئی غلطی یا کمی کہیں نہیں ملی، بلکہ اس کے برعکس میں نے پایا کہ قرآن مجید ایک ایسی حیرت انگیز کتاب ہے جو انسان کے دل و دماغ کو جھنجھوڑ دیتی ہے جیسے جیسے وہ اس کتاب کو پڑھتا جائے گا اسکا یہ احساس شدید سے شدید تر ہو جائے گا کہ انسان کے ہاتھوں لکھا ہوا نہیں ہے بلکہ یہ اللہ تعالی کا کلام ہے۔ اور جس چیز نے میرے اندر اس کتاب کی عظمت اور بڑھا دی وہ ایک سورہ ہے جسکا نام مریم ہے اور اس سورۃ میں مریم کو وہ مقام و مرتبہ ملا ہے جو دنیا کے کسی آسمانی صحیفے یا کتابوں میں نہیں ملتا۔ میرے لئے حیرت انگیز بات یہ تھی کہ قرآن میں کہیں پر بھی

حضرت عائشہ یا فاطمہ کا ذکر نہیں ملتا ہے یہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ نبی ﷺ کی ذات تعصب سے خالی ہے۔ اور یہ اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ قرآن نبی ﷺ کے ذریعہ نہیں لکھا گیا ہے جیسا کہ دشمنان اسلام الزام لگاتے ہیں۔ میرے لئے ایک حیرت کی بات یہ رہی کہ پورے قرآن مجید میں عیسیٰ مسیح کا ذکر ۲۵ مرتبہ ہوا ہے جبکہ نبی کریم ﷺ کا ذکر صرف پانچ مرتبہ ہوا ہے۔

درحقیقت مجھے توقع تھی کہ قرآن ایک ایسی قدیم کتاب ہوگی جو چودہ صدی پہلے صحرا اور بدوی زندگی کے بارے میں لکھی گئی ہوگی، اس کے برعکس حقیقت یہ ہیکہ قرآن ایسی کتاب ہے جس میں ان باتوں کا ذکر ہے جو دوسری آسمانی کتابوں میں نہیں ملتی۔ ان تمام چیزوں نے مجھکو اس عظیم مذہب کی طرف مائل کیا۔

سوال:۔ کیا آپ ہم کو ایسی چیزوں کے بارے میں بتائیں گے جو آپ نے قرآن کے مطالعہ کے دوران اس میں پائی اور جو دوسری کتابوں میں نہ ہو۔

جواب:۔ میں نے اس آیت کریمہ پر بہت غور کیا۔ کیا یہ قرآن پر غور نہیں کرتے اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں یہ بکثرت تفاوت پاتے (4:82) یہ آیت ایک سائنسی اصول کا حوالہ دیتی ہے۔ یعنی نظریات کو چیک کرتے رہو یہاں تک کہ وہ درست ثابت ہو جائیں۔ یہ بڑے حیرت کی بات ہے کہ قرآن نے لوگوں کو چیلنج کر دیا کہ اس میں سے کوئی غلطی تلاش کرکے بتائیں۔ یقیناً کوئی بھی شخص اس میں ادنیٰ سی غلطی بھی نہیں پا سکتا اسلئے قرآن اللہ تعالیٰ کا معجزاتی کلام ہے، دنیا کا کوئی مصنف ایسی کتاب نہیں لکھ سکتا اور اتنے زیادہ اعتماد سے لوگوں کو بھی چیلنج بھی نہیں کر سکتا کہ اسکی کتاب غلطیوں سے پاک ہے جبکہ قرآن نے ایسا کرکے دکھا دیا ہے اور لوگوں کو چیلنج بھی کر دیا کہ اگر وہ اپنے دعوے میں سچ ہیں تو کوئی غلطی تلاش کرکے دکھائیں۔

سوال:۔ اس کا مطلب یہ ہیکہ ہم یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ آپ کو قرآن کی سائنسی معلومات نے اسلام کی طرف راغب کیا؟

جواب:۔ یہ حقیقت نہیں ہے۔ میں قرآن کے صحیح اور درست سائنسی معلومات کی وجہ سے بہت زیادہ حیرت زدہ ہوا خاص طور سے جب میں نے اس آیت کریمہ پر غور (کیا ان کافروں کو معلوم نہیں ہوا کہ آسمان اور زمین پہلے بندھے تھے پھر ہم نے دونوں کو اپنی قدرت سے کھول دیا اور ہم نے بارش کے پانی سے ہر جاندار چیز کو بنایا ہے) مذکورہ بالا آیت اس سائنسی تحقیق سے میل کھاتی ہے جس نے ۱۹۷۳ء میں ایک زبردست دھماکہ کرنے کی وجہ سے نوبل پرائز انعام حاصل کیا تھا۔ یہ آیت واضح

انداز میں یہ حقیقت بیان کرتی ہے کہ یہ پوری کائنات ایک عظیم دھماکے کی وجہ سے وجود میں آئی۔ بہر حال اسکے علاوہ بھی بہت سے فلسفیانہ بیان قرآن میں موجود ہیں جنہوں نے میرے اندر اس کے مطالعہ کے تئیں رغبت پیدا کی۔

سوال:۔ کیا آپ براہ کرم ہم کو ان فلسفیانہ اسباب کی کوئی مثال دیں گے؟

جواب:۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ یہودی مسلمانوں کے پکے دشمن ہیں، اللہ تعالیٰ اس آیت کریمہ میں ارشاد فرماتا ہے تمام لوگوں سے زیادہ مسلمانوں سے عداوت رکھنے والے آپ ان یہود اور مشرکین کو پائیں گے اور ان میں مسلمانوں سے دوستی رکھنے کے قریب تر ان لوگوں کو پائیں گے جو اپنے کو نصاریٰ کہتے ہیں ایسا اس وجہ سے ہے کہ ان میں بہت سے علم دوست عالم ہیں اور بہت سے تارک الدنیا یا درویش ہیں یہ لوگ متکبر نہیں ہوتے ہیں (5:82) درحقیقت یہ بہت بڑا چیلنج ہے یہودی بڑی آسانی سے مسلمانوں اور اسلام کو نقصان پہونچا سکتے ہیں محض چند سالوں تک ان کے ساتھ خیر خواہی اور بھلائی کے ساتھ پیش آکر کے وہ مسلمانوں سے کہہ سکتے ہیں کیا تم دیکھتے نہیں کہ ہم تمہارے ساتھ کتنے بہتر طریقے سے پیش آرہے ہیں جبکہ تمہاری مذہبی کتاب ہم پر یہ الزام لگا رہی ہے کہ ہم مسلمانوں کے بدترین دشمن ہیں تو اب سمجھ لو کہ تمہاری کتاب یا قرآن غلط ہے۔ بڑے تعجب کی بات ہے کہ ۱۴ سو سال سے آج تک کوئی ایسا واقعہ نہیں پیش آیا اور مستقبل میں ایسا واقعہ کبھی پیش بھی نہیں آئے گا اسلئے کہ قرآن اس خدا کا سچا اور برحق کلام ہے جو باطن سے بھی واقف ہے اسطرح سے یہ بات ثابت ہوئی کہ یہودیوں کی مسلمانوں کے تئیں نفرت و عداوت ہمیشہ باقی رہے گی۔

سوال:۔ آپ کو دوسری تحریف شدہ آسمانی کتابوں پر گہرا عبور حاصل ہے آپ کسطرح ان معلومات کا جو قرآن میں موجود ہیں ان کا دوسری آسمانی کتابوں میں پائی جانے والی معلومات سے موازنہ کریں گے؟

جواب:۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ واقعات اور معلومات کو بیان کرنے کا قرآن کا اپنا اچھوتا انداز ہے جو کسی بھی کتاب میں نہیں ملتا ہے۔ قرآن کسی بھی بات یا مفہوم کو بڑے خوبصورت انداز میں بیان کرتا ہے۔ جیسا کہ اس آیت میں ارشاد ہے "یہ قصہ منجملہ اخبار غیب کے ہیں جسکو ہم وحی کے ذریعہ آپ تک پہونچاتے ہیں۔ اسکو اس سے قبل نہ آپ جانتے تھے اور نہ آپ کی قوم انہیں جانتی تھی" (11:49)۔ کوئی بھی مقدس یا آسمانی کتاب اسطرح کا انداز بیان نہیں لئے ہوئے ہے دیا وی

تمام کتابیں ان معلومات یا علوم کے ذریعہ کا بھی حوالہ دیتی ہیں۔ مثال کے طور پر تحریف شدہ انجیل بہت قدیم لوگوں کی کہانیاں اور واقعات بیان کرتی ہے ان کے نام اور مقام کے بارے میں معلومات فراہم کرتی ہے۔ لیکن آپ کو اس بات کی ہدایت دیتی ہے کہ اگر آپ کو مزید معلومات درکار ہے تو فلاں اور فلاں قدیم کتب کی طرف رجوع کیجئے اس لئے کہ وہ جو معلومات انجیل مقدس فراہم کرتی ہے وہ انہی کتابوں سے ماخوذ ہے۔

اسکے برخلاف قرآن اپنے قارئین کو بالکل نئی معلومات فراہم کرتا ہے اور انہیں مطلع کرتا ہے کہ یہ بالکل نئی ہیں۔ سب سے حیرت کی بات یہ ہے کہ لوگوں نے اس نئے پیغام کو سنا اور اسے بالکل نئے کی طرح سے سینے سے لگالیا ان میں سے کسی نے یہ بات نہیں کہی کہ اس چیز کا اس کو پہلے سے علم تھا یا ان میں کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ اس ذریعہ سے واقف ہے جہاں سے نبی کریم ﷺ یہ باتیں بیان کرتے ہیں۔ وجہ بالکل صاف ہے کہ جو کچھ قرآن مجید لوگوں کو دے رہا ہے۔ بالکل نئی ہیں اور تمام انسانوں کے لئے انجانی ہیں یہ تمام معلومات اللہ تعالیٰ کی فراہم کردہ ہیں جو غیب، ماضی حال اور مستقبل سب سے واقف ہے۔

☆☆☆☆☆

عرب اسرائیل کشمکش: بنیادی محرکات:

(آخری قسط)

اشرف شعبان ابو احمد (مصر)
ترجمہ: عبدالرحمٰن زریاب فلاحی

اسی طرح سے وہ ہمیشہ اعلان کرتے رہتے ہیں کہ مقبوضہ اراضی کے حصول سے حصہ کو وہ کسی بھی قیمت پر چھوڑ نہیں سکتے۔ بیت المقدس جو ان کی تعبیر کے مطابق اسرائیل کا ابدی دار الحکومت بن گیا ہے اس کے بارے میں گفت و شنید لا حاصل ہے۔ تاریخ سے یہ بات محقق ہے کہ حسد و کینہ کے جذبات چونکہ شروع سے ان کے اندر پائے جاتے ہیں لہٰذا انھوں نے اسلام اور مسلمانوں کے راستے میں مسلسل رکاوٹوں کے پہاڑ کھڑے کئے اللہ کا ارشاد ہے: تم اہل ایمان کی عداوت میں سب سے زیادہ سخت یہود و مشرکین کو پاؤ گے۔ المائدۃ (۸۲) لہٰذا کسی ایسی حکومت کے قیام کے بارے میں جو فلسطینیوں اور یہودیوں دونوں پر محیط ہو اور جس کے حکمران و عوام دونوں قوموں کے اختیارات کے تابع ہوں۔ کیا کہا جاسکتا ہے؟ ممکن ہے عرب فی الحال اس کو تسلیم کرلیں لیکن اسرائیل کیلئے ایسا کرنا دشوار ہے۔

اسرائیل کے ساتھ پہلے امن معاہدہ کے ظہور در مصر پر اس نے نئی جنگ تھوپ دی۔ یہ جنگ تھی نشہ آور اشیاء کی ڈالروں کی اور مختلف اقسام و انواع کے بیجوں کی۔ نتیجۃً اسرائیل مصر کیلئے ایک بہت بڑا خطرہ بن گیا کیونکہ منظم جنگ کے دوران مختلف تدبیروں سے سمگلنگ کی گئی اشیاء کا مصر کو مرکز بنادیا گیا۔ ان کارروائیوں میں مصر کو لوٹ دکھا کر اس کی معاشیات کے خاتمہ کے لئے منصوبہ بند طریقہ سے احکامات بھی جاری کئے گئے۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق مصر کو اسمگلنگ کی جانے والی اشیاء میں اضافہ پیہم اضافہ ہو رہا ہے۔ چنانچہ ۱۹۹۸ء میں جہاں ۳۲ معاملات زیر سماعت تھے وہیں ان کی تعداد ۱۹۹۹ء میں ۷۵ تک پہنچ گئی ہے۔ جس چیز سے اس بات میں تاکید در تاکید پیدا ہو رہا ہے کہ مصر میں اسمگلنگ کی کارروائیوں کے ساتھ جو لوگ داخل ہو رہے ہیں وہ سب منصوبہ بند طریقہ سے ہو رہا ہے۔ نیز کوئی بڑی سازش ان کے پیچھے کارفرما ہے وہ یہ ہے کہ ابھی ۱۹۹۸ء میں ۱۱۱ افراد کو سیاحوں کی ایک جماعت سے گرفتار کیا گیا تھا جن کے پاس سے ملین یعنی چالیس لاکھ نقلی یا جعلی ڈالر ضبط کئے گئے۔ چھان بین کے دوران انھوں نے اعتراف کرلیا کہ وہ ایک اپنے ملکی اسمگلنگ گینگ کے افراد ہیں جن کا ہیڈ کوارٹر تل ابیب میں ہے۔ اور جس کا لیڈر اسرائیلی سراغ رسانی کے شعبہ میں سابق افسر رہ چکا ہے۔ انھوں نے اس کا بھی اعتراف کیا کہ یہ ساری کارروائیاں وہ اسرائیلی سفارت خانے کے ایک ذمہ دار کے تعاون سے انجام

دے رہے تھے۔ حاکم بن ہارون ان کے بارے میں مزید بتاتے ہیں کہ یہ گینگ ہیروئن اور جعلی ڈالروں کی اسمگلنگ ٹوتھ پیسٹ ٹیوب کے اندر رکھ کر کرتا تھا۔ قاہرہ کے اسرائیلی اکاڈمی مرکز میں اس گینگ کی امداد میں مدد کرتے تھے۔ اسمگلنگ کے ان مشہور واقعات میں ان ۳۰ ہزار نقلی ڈالروں کی حصولی کا واقعہ بھی ہے جو وسط قاہرہ میں یہودی معبد کے پاس ایک یہودی عالم ویتا کے پاس پائے گئے تھے۔

اسرائیل نے بیجوں کے ایسے جن سے قابل کاشت زمین برباد اور پیداوار فصلوں میں روگ لگ جاتا ہے کی بھی اسمگلنگ شروع کر رکھی ہے۔ ان بیجوں کی کہانی اس وقت سے شروع ہوتی ہے جب کہ سیناء کے وہ کسان اسرائیل کے قبضہ میں تھے ان کا استعمال کرتے تھے۔ ان بیجوں سے کافی پیداوار ہوتی تھی لیکن اسرائیل نے جب ان کسانوں کو جلاوطن کر دیا تو ان کے توسط سے ان بیجوں کی شہرت سیناء سے متصل مصری کسانوں تک پہنچی۔ بعض لوگوں نے استعمال بھی شروع کر دیا پیداوار میں اضافہ ہوا تو حوصلہ افزائی بھی ہوئی لیکن کئی سالوں کے بعد خصوصا الاسماعیلیة الفیوم اور الشرقیة صوبوں کے کسانوں کو معلوم ہوا کہ انھوں نے تو مصیبت مول لے لی ہے۔ چنانچہ فورا بیجوں کے استعمال کو الوداع کیا نتیجہ پیداوار سال بہ سال انحطاط کا شکار رہی ذمہ داروں نے حرکت کی اور لوگوں کو خطرات سے آگاہ کیا۔ معلوم ہوا کہ پیداوار کو لاحق ہونے والے امراض کے علاوہ ان بیجوں کے محض تناول سے گردوں کی ناکامی جیسی خطرناک بیماری انسان کو اپنی گرفت میں لے سکتی ہے۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ ان اسمگلنگ کیئے ہوئے بیجوں میں جس میں کہ مہلک مادہ ملایا گیا ہوتا ہے زمین کو جو بیماریاں لاحق ہو سکتی ہیں ان میں کم سے کم یہ ہے کہ زمین کئی سالوں کے لئے بنجر ہو جائیگی ۱۹۸۹ء میں اس طرح کے ۴۴۶ کیس ضبط تحریر میں لائے گئے۔ الفا اور تنظیم برائے عالمی زراعت و غذاء کی تابع هیئة المواد الوراثية النباتية کمیٹیوں نے انکشاف کیا تھا کہ اسرائیل کی بعض کمپنیوں نے پچاس ہزار ٹن کھاد زراعتی ہارمون سرسبز و شادابی عطا کرنے والی غیر قانونی اشیاء کی شرق اوسط میں بین الاقوامی سطح پر اسمگلنگ کی تھی جس میں دس ہزار ٹن پچھلے چھ سالوں کے دوران مصر کو اسمگلنگ کی گئی تھی ان سب کے باوجود نشہ آور اشیاء کی اسمگلنگ میں متہم افراد کے دفاع کے لئے بھی اسرائیل مداخلت کر بیٹھتا ہے جیسا کہ اسرائیلی اسمگلر یوسف طحان کے معاملہ میں اس نے کیا۔ قاہرہ ایرپورٹ سے ایک کلوگرام ہیروئن کی اسمگلنگ میں رنگے ہاتھوں پکڑے جانے کے بعد یوسف طحان کو پھانسی کا حکم سنایا گیا تھا اس کی رہائی کیلئے کی جانے والی کوششوں میں اسرائیل کے اشتراک کی بہت ساری شہادتیں موجود ہیں معلومات اخذ کرنے پر پتہ چلا کہ وہ یعنی یوسف طحان کوئی سیدھا سادہ مزدور نہیں ہے جیسا کہ اس کے پاسپورٹ میں لکھا ہوا ہے بلکہ وہ موساد کا ایک افسر ہے اور مصری اتھارٹی کو یہ حقیقت خوب اچھی طرح معلوم ہے پھر بھی اسے موت کے گھاٹ نہیں اتارا گیا تاکہ مصر اور اسرائیل

کے درمیان اسے ایک سیاسی پتہ کے طور پر استعمال کیا جا سکے۔ طحان کے ساتھ جو کچھ ہوا اس پر آپ ذرا شش و پنج میں پڑ جاتے ہیں جب ہم دیکھتے ہیں کہ مصری اتھارٹی کے لوگ قاہرہ کے مجوزہ علاقہ میں مقیم ایک اسرائیلی کے فلیٹ میں اس وقت داخل ہو جاتے ہیں جب عمارت کی نگرانی پر تعینات دربان انھیں بتاتا ہے کہ ایک زمانے سے رہائش پذیر اسرائیلی باہر نہیں نکلا ہے۔ جب دروازہ کھولا گیا تو وہ شخص مذبوح پایا گیا۔ حادثہ کے اسرار و غموض معلوم کرنے کی غرض سے فلیٹ کا معائنہ کیا گیا تو غالبا خیال یہی نکلا کہ مقتول مصر و اسرائیل کے درمیان مشکوک سرگرمیوں میں ملوث تھا تل ابیب سے آنے والے سیاحوں کی فوج کثیر کے ساتھ وہ ہیروئن کی اسمگلنگ کرتا تھا اس کے لئے وہ نشہ آور اشیاء لانے والے کو خرچ کے طور پر موٹی رقم دیتا تھا حیرت انگیز بات تو یہ ہے جبکہ مقتول کا نام بھی موساد کے ان افسروں میں شامل ہے جن کی لسٹ مصری حکام کے پاس موجود ہے۔ آخر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اسرائیل مختلف طریقوں سے مصر اور دوسرے عرب ملکوں کے نوجوانوں کو ایڈس کا شکار بنا رہا ہے، اپنے وجود کو استحکام بخشنے کیلئے اسرائیل جہاں ایک طرف مسلح قوت کی منطق اپنائے ہوئے ہے وہیں اس نے بعض عرب حکومتوں اور ہر حکومت کے اندر علیحدہ طور سے باہمی خانہ جنگی اور اختلافات کو ہوا دے رکھی ہے۔ عالم اسلامی اور عرب دنیا صنعت کے اضمحلال کا بھی اسرائیل نے خوب استعمال کیا ہے حکام کے درمیان تفرقہ ڈال رکھا ہے انھیں باہمی اختلافات اور مشکلات کے جال میں الجھائے ہوئے ہے عرب حکومتیں متحد نہیں بلکہ متناقض الآراء ہیں ایک دوسرے کو ذلیل و رسوا کرنا چاہتی ہیں، جبکہ اسرائیل عرب دنیا پر حملہ کرنے کیلئے طاقت ور ترین اسلحوں کی ذخیرہ اندوزی میں مصروف ہے ساتھ ہی ساتھ ہماری سرزمین میں اسرائیل کا قبضہ بڑھتا جا رہا ہے وہ ہمیں گولیوں اور اپنے ترکش میں موجود تمام مہلک ہتھیاروں سے مار رہا ہے۔۔ اور جواب میں ہم انھیں اوراق و بیانات سے مارتے ہیں کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ عرب زیادہ سے زیادہ جو کچھ کر سکتے ہیں وہ مذہبی بیان بازی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا بہت ساری عرب حکومتیں تو اسی پر مطمئن ہو جاتی ہیں جبکہ اسرائیل جرم پر جرم کئے جا رہا ہے اور عرب سر تسلیم خم کئے ہوئے ہیں۔ یہ سب ہماری غفلتوں کا ہی تو نتیجہ ہے کہ اتنی مختصر مدت میں اسرائیل کی آبادی فلسطین جیسے چھوٹے سے علاقے میں پچاس لاکھ کو پہنچ گئی ہے اتنا ہی نہیں عسکری اقتصادی اور سیاسی بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ تمام پہلوؤں سے بالاتفاق اسرائیل عرب علاقہ میں طاقت ور ترین حکومت ہے۔

☆☆☆☆

تعارف کتب

اسلامی مصادر کا تعارف

ڈاکٹر عبدالوھاب ابراہیم ابوسلیمان
أم القری۔ مکہ المکرمہ

حدیث کے مصادر

مسند أبی حنیفة: یہ ان احادیث کا مجموعہ ہے جن کی روایت امام ابوحنیفہؒ نے کی ہے اس کے راوی ابوالحسن بن زیاد اللؤلوی ہیں۔ اسکی ترتیب وتہذیب شیخ قاسم بن قطلوبغا الحنفی (۸۷۹ھ) نے کی ہے۔ یہ مسند حارث کی روایت کے ذریعہ فقہی ترتیب پر قائم ہے۔

مسند الشافعی: امام سخاویؒ کہتے ہیں۔ یہ کتاب امام شافعی کی تصنیف کردہ نہیں ہے۔ بلکہ اہل نیساپور کے رہنے والے کسی عالم نے دلائل سے منتخب کیا ہے۔ اسکے جامع ابوجعفر محمد بن مسطر ہیں۔ ایک رائے یہ ہے کہ آپ ابوعبداللہ محمد بن یوسف الاصم الشافعی (۳۴۶ھ) کے صرف کاتب تھے۔

مسند الامام احمد بن محمد بن حنبل۔

صحاح ستہ کی جملہ مرویات اس میں یکجا ہیں۔ صحیحین کے بعد سب سے صحیح ترین کتاب ہے۔ کیونکہ آپ نے اس میں صرف انہیں احادیث کو یکجا کیا ہے جو آپکے نزدیک قابل استدلال تھیں۔ ضعیف احادیث بھی اگرچہ پائی جاتی ہیں لیکن اس میں کوئی حدیث بھی موضوع نہیں ہے۔ یہ کتاب صحابہ کرام کی مرویات کے لحاظ سے مرتب ہے۔ ہر صحابی کی مرویات موضوع وغیرہ کا لحاظ کیے بغیر یکجا کردیا ہے۔ احمد عبدالرحمن البناء نے سندوں کو حذف کرکے سات قسموں میں ان احادیث کو مرتب کیا ہے ۱. قسم التوحید واصول الدین ۲. قسم الفقہ ۳. تفسیر ۴. ترغیب ۵. ترھیب ۶. تاریخ ۷. قیامت اور اسکے احوال۔ ان میں سے ہر قسم مختلف کتابوں پر مشتمل ہے اور ہر کتاب میں متعدد ابواب اور ہر باب کے ضمن میں متعدد فصلیں آپ نے قائم کی ہیں اور ابواب وفصول کی ترتیب میں مختلف حکمتوں اور مناسبتوں کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ علامہ محمد بن جعفر الکتانی لکھتے ہیں۔

ائمہ اربعہ کی یہ کتابیں اور صحاح ستہ ملاکر کل یہ دس کتابیں ہیں جن پر دین کی بنیاد قائم ہے۔ اسکے علاوہ بعض کتابیں بھی ہیں جنکے مولفین نے صحت کا التزام کیا ہے۔ ان میں مشہور کتابیں درج ذیل ہیں۔

(۱) صحیح أبی عبداللہ "ابن خزیمہ" (۳۱۱ھ)

(۲) صحیح أبی حاتم محمد بن حبان البستی الداری (۳۵۴ھ)۔ یہ کتاب پانچ جلدوں میں ہے۔ اس کا دوسرا نام التقاسیم والانواع بھی ہے۔ اسکی ترتیب بالکل جداگانہ ہے نہ تو اسکی بنیاد فقہی ابواب ہیں اور نہ ہی مسانید لہذا اس کتاب میں احادیث کی تلاش کافی دشوار ہے۔

مشہور مقولہ ہے۔ شیخین کے بعد سب سے صحیح ترین کتاب ابن خزیمہ اور پھر ابن حبان کی ہے احمد شاکر کہتے ہیں: صحیح ابن خزیمہ ابن حبان اور مستدرک حاکم، یہ تینوں کتابیں صحیحین کے بعد صحیح احادیث پر لکھی جانے والی اہم ترین اور بنیادی کتابیں ہیں۔

۳۔ کتاب الالزامات۔ ابوالحسن علی بن عمر الدار قطنی (۳۸۵ھ)

اس کتاب میں دارقطنی نے ان احادیث کو یکجا کردیا ہے جو شیخین کی شرطوں پر پوری اترتی ہیں اور صحیحین میں موجود نہیں ہیں۔

۴۔ صحیح أبی عبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ الضبی الحاکم۔

یہ کتاب المستدرک علی کتاب الصحیحین کے نام سے معروف ہے۔ آپ نے اس کتاب میں ان صحیح احادیث کو یکجا کردیا ہے جو شیخین یا ان میں سے کسی ایک کی شرطوں پر پوری اترتی ہیں۔ اور صحیحین میں موجود نہیں ہیں۔ البتہ آپ تصحیح وتضعیف کے باب میں متساہل ہیں۔

۵۔ بحر الأسانید۔ الحسن بن احمد السمرقندی۔ (۴۹۱ھ)

اس میں مؤلف کتاب نے ایک لاکھ احادیث درج کی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اسلام میں اسطرح کی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔

۶۔ کتاب السنة ابومحمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی (۵۱۶ھ)

یہ کتاب موضوعات کے لحاظ سے مرتب ہے۔ ایک ہی جنس کی متعدد احادیث جیسے نماز، روزہ، ایمان، حج سے متعلق احادیث کو آپ نے "کتاب" کے تحت درج کیا ہے اور متعین اور مخصوص مسائل پر دلالت کرنے والی احادیث" باب" کے تحت یکجا کیا ہے۔ ہر باب کا اس سے متعلق آیات کے ذریعہ آغاز کیا ہے۔ صحابہ وتابعین سے منقول ان آیات کی تفسیری آراء درج کرنے کے بعد معتبر ومستند مصادر حدیث سے احادیث کو ذکر کیا ہے۔ آپ کا مقصود اس کتاب میں ان جملہ احادیث کو یکجا کردینا ہے جو فقہاء اور علماء اسلام کا مستدل تھیں اور مختلف صحاح، مسانید، سنن اور معاجم میں بکھری ہوئی اور منتشر پڑی تھیں۔

۷۔ جامع الأصول من احادیث الرسول۔ ابوالسعادات مبارک بن محمد بن الاثیر الجزری

مختلف مصادر حدیث میں منتشر احادیث کو آپ نے اس کتاب میں یکجا کر دیا ہے تا کہ ان سے استفادے میں آسانی پیدا ہو جائے۔ یہ کتاب مسانید کے لحاظ سے مرتب ہے۔ اور ابواب احادیث سے ماخوذ مسائل کے لحاظ سے ترتیب دیے گئے ہیں۔

۸۔ جامع المسانید والسنن الهادی لأقوم سنن۔ ابن کثیر الدمشقی (۷۷۴ھ)

اس کتاب میں آپ نے صحیحین، سنن اربعہ، مسند احمد، مسند البزار، مسند ابی یعلی اور طبرانی کی المعجم الکبیر کی احادیث کو جمع کر دیا ہے۔

۹۔ اتحاف الخیرة بزوائد المسانید العشرة۔ احمد بن ابی بکر البوصیری (۸۴۰ھ)

اس کتاب میں آپ نے درج ذیل دس کتابوں کی ان احادیث کو یکجا کیا ہے جو صحاح ستہ میں موجود نہیں ہیں۔

۱۔ مسند الطیالسی ۲۔ مسند الحمیدی ۳۔ مسند مسدد بن مسرهد ۴۔ مسند ابن ابی عمر ۵۔ مسند اسحاق بن راھویہ ۶۔ مسند ابن ابی شیبہ ۷۔ مسند احمد بن منیع ۸۔ مسند عبد بن حمید ۹۔ مسند الحارث بن محمد بن ابی اسامہ ۱۰۔ مسند ابی یعلی الموصلی۔

۱۰۔ جمع الجوامع۔ حافظ عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی۔ (۹۱۱ھ)

کتب ستہ اور دیگر کتب احادیث کو جمع کر دیا ہے۔ تکمیل سے پہلے مؤلف کا انتقال ہو گیا متعدد ضعیف بلکہ واہی اور موضوع روایات بھی پائی جاتی ہیں۔ اسکی ترتیب وتبویب اور تہذیب علی بن حسام الہندی (۹۷۵ھ) نے کی ہے اور اس کا نام آپ نے ''کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال'' رکھا ہے۔

۱۱۔ مجمع الزوائد و منبع الفوائد۔ ابوالحسن علی بن ابی بکر الہیثمی الشافعی۔ آپ نے اس میں امام احمد، ابو یعلی، بزار اور طبرانی کے تینوں معاجم کے زوائد جمع کیے ہیں۔

<u>احادیث احکام پر لکھی گئی کتب احادیث</u>

۱۔ السنن الکبری امام احمد بن حسین البیہقی (۴۵۸ھ)

ابن صلاح کہتے ہیں سنت کے دلائل و براهین پر اس سے جامع کتاب نہیں لکھی گئی۔ ایسا لگتا ہے کہ مؤلف نے سارے عالم میں پائی جانے والی کوئی ایسی حدیث نہیں ہے جسے آپ نے اپنی اس کتاب میں نہ لکھا ہو۔ آپ کی ایک کتاب اسی موضوع پر ''السنن الصغری'' کے نام سے بھی ہے۔

۲۔ عمدة الأحکام۔ امام حافظ عبدالغنی بن عبدالواحد المقدسی (۶۰۰ھ)

اس کتاب میں آپ نے ان احادیث احکام کو یکجا کیا ہے جن پر شیخین کا اتفاق ہے۔ اسکی مختصر شرح ابن دقیق العید نے کی ہے۔

۳۔ منتقی الأخبار فی الاحکام۔ حافظ مجد الدین ابو البرکات عبد السلام بن عبد اللہ الحرانی ابن تیمیہ الحنبلی (۶۵۲ھ)

یہ کتاب صحیح بخاری، مسلم، مسند احمد، جامع الترمذی، سنن النسائی، ابوداؤد اور ابن ماجہ سے ماخوذ ہے۔ یہ کتاب کیا ہی خوب ہوتی اگر اکثر احادیث کے مقام ومرتبہ کی تعیین ہوتی اس کتاب کا ایک اہم نقص، سنن ترمذی کی روایات کو امام ترمذی کے حکم کے بغیر نقل کرتا ہے۔ اس نقص کی تلافی اسکے شارح محمد بن علی الشوکانی نے اپنی مشہور کتاب ''نیل الاوطار'' میں کی ہے۔ نیل الاوطار ایک متوسط شرح ہے جسمیں فقہ حدیث پر کافی مواد پایا جاتا ہے۔

۴۔ الامام فی أحادیث الاحکام۔ علامہ ابن دقیق العید (۷۰۲ھ)

اسکی شرح آپ نے ''الامام'' میں کی ہے۔ لیکن آپ اس شرح کی تکمیل نہ کر سکے کہا جاتا ہے کہ اس فن پر اس سے عظیم کتاب نہ لکھی جا سکی۔

۵۔ بلوغ المرام من أدلة الاحکام۔ احمد بن علی ابن حجر العسقلانی۔

متعدد علماء نے اسکی شرح کی ہے۔ دو شرحیں کافی مقبول اور متداول ہیں۔

(۱) **سبل السلام۔** یہ کافی عمدہ شرح ہے اگرچہ مختصر ہے۔

(۲) **فتح العلام۔** صدیق حسن خان الہندی (۱۳۰۷ھ)۔ سبل السلام سے زائد تشریحات شاذ و نادر ہی ہے۔ بلکہ سبل السلام میں موجود بعض فقہی مسالک جیسے فقہ حادویہ کو اس میں سرے سے حذف کر دیا گیا ہے۔

<u>مختلف النوع عناوین پر لکھی گئی کتب احادیث</u>

۱۔ الترغیب والترهیب۔ زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری۔ کافی قیمتی کتاب ہے۔ خطباء اور واعظین کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ حدیث کے مشہور مصادر سے آپ نے اسے منتخب کیا ہے۔ ہر ہر حدیث کا حکم بھی درج کیا ہے۔

۲۔ ریاض الصالحین۔ ابوزکریا محی الدین یحیی بن شرف النووی۔

اخلاق و آداب اور زہد و موعظت کے باب میں قرآنی آیات کے ذکر کے بعد احادیث

ذکر کرتے ہیں۔ احادیث کے مرتبہ ومقام کی توضیح کے ساتھ ساتھ ایکے غریب الفاظ کی شرح اور مشکل الفاظ کی توضیح بھی کی ہے۔ طلبہ اور عام لوگوں کے لئے یہ دونوں کتابیں کافی عمدہ ہیں۔

۳. نصب الرایہ۔ الزیلعی۔

اس کتاب کا تعارف کراتے ہوئے علامہ محمد زاہد الکوثری لکھتے ہیں ''فقہی اور احکامی احادیث کے استقصاء کے باب میں بے نظیر کتاب ہے۔ حق بات یہ کہ انھوں نے اپنی بحث وتفتیش کے بعد کسی ریسرچ اسکالر کے لئے کوئی جدوجہد نہیں چھوڑی ہے۔ جملہ ابواب میں ہر اس حدیث کو ذکر کیا ہے جس سے کسی بھی مسلک کا فقیہ وعالم استنباط کر سکتا تھا۔ نیز دلائل کو جمع کرنے میں آپ نے کافی عدل وانصاف سے کام لیا ہے۔ ہر ہر مسلک کے دلائل کا استقصاء کیا ہے۔ حنفی اس میں علماء حنفیہ کے جملہ مستدلات کو یکجا پاتا ہے۔ مالکی ان جملہ دلائل کو یکجا پاتا ہے جن کا تذکرہ ابن عبد البر نے ''التمہید'' یا الاستذکار'' میں کیا ہے اور جنھیں عبد الحق نے احادیث احکام پر اپنی تالیف شدہ کتابوں میں جمع کیا ہے۔ اور شافعی اس میں ان تمام دلائل کو مجتمع پاتا ہے جنھیں بیہقی نے ''السنن اور المعروف'' میں بیان کیا ہے۔ اور جنھیں نووی نے ''الخلاصہ'' ''المجموع'' اور شرح مسلم میں ذکر کیا ہے۔ اور انھیں بھی جنھیں ابن دقیق العید نے ''الالمام'' اور الامام میں پیش کیا ہے۔ اور اسی طرح حنبلی، ابن الجوزی کی ''التحقیق'' اور ابن عبد الہادی کی ''تنقیح التحقیق'' اور ان دیگر کتابوں میں موجود دلائل کو یہاں اکٹھا پاتا ہے جو احادیث احکام پر لکھی گئی ہیں۔

کتب اطراف

کتب اطراف ان کتابوں کو کہتے ہیں جن میں محدثین حدیث کے صرف اس حصے کو ذکر کرتے ہیں جو بقیہ حدیث پر دلالت کرتا ہے اور پھر یا تو اس حدیث کی جملہ سندوں کا استقصاء کرتے ہیں یا مخصوص کتابوں کے پس منظر میں انکی اسانید جمع کرتے ہیں۔ چند مشہور کتابیں درج ذیل ہیں۔

۱. أطراف الصحیحین۔ ابراہیم بن محمد بن عبید الدمشقی (۴۰۰ھ)

۲. أطراف الصحیحین۔ ابو محمد خلف بن محمد الواسطی (۴۰۱ھ)۔ حافظ ابن عساکر کہتے ہیں: خلف کی کتاب حسن ترتیب کے لحاظ ابراہیم کی کتاب سے فائق ہے دار الکتب المصریہ میں چار أجزاء میں یہ مخطوطہ ہے۔

۳. أطراف الصحیحین۔ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الا صبہانی (۴۳۰ھ)

۴. أطراف الکتب الستۃ۔ محمد بن طاہر۔ یہ کتاب اوہام واخطاء سے پر تھی اس لئے حافظ

شمس الدین محمد بن الحسین الحسینی (۷۶۵ھ) نے انکی تلخیص کی اور حسین انداز واسلوب میں پیش کیا۔

۵. أطراف السنن الأربعۃ۔ ابو القاسم علی بن الحسن۔ ابن عساکر الدمشقی۔ (۵۷۱ھ)

یہ کتاب تین اجزاء میں حروف معجم کے لحاظ سے مرتب ہے۔ پورا نام ''الاشراف علی معرفۃ الأطراف ہے۔

☆☆☆☆

اصولی مباحث

فن تخریج اور اسکے قواعد

(۴)

ڈاکٹر محمود الطحان
جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامی

تخریج کا دوسرا طریقہ

متن حدیث کے پہلے لفظ کی معرفت کے ذریعہ تخریج۔ اس طریقہ تخریج سے اسوقت استفادہ کیا جاتا ہے۔ جب متن کا پہلا لفظ یقینی طور پر معلوم ہو۔ بصورت دیگر اس طریقے سے استفادہ کی صورت میں تضییع اوقات کے علاوہ کچھ حاصل نہ ہوگا۔

اس طریقہ کی معاون کتابیں۔

اس طریقہ تخریج سے استفادہ کے وقت درج ذیل تین اقسام کی کتابیں معاون و مددگار ہوتی ہیں

۱۔ وہ کتابیں جو زبان زد عام احادیث پر لکھی گئی ہیں۔

۲۔ وہ کتابیں جن میں حدیثیں حروف معجم کے ترتیب پر مرتب ہیں۔

۳۔ وہ فہارس اور کنجیاں جنہیں علماء نے مخصوص کتابوں میں وارد احادیث کی معرفت کے لیے لکھا ہے۔

رہی وہ کتابیں جن میں مشہور احادیث یکجا کردی گئی ہیں تو انکی تعداد کافی زیادہ ہے۔ مشہور احادیث سے مراد وہ احادیث ہیں جو عام لوگوں کے درمیان مشہور اور رائج ہوتی ہیں۔ وہ صحیح وضعیف ہر طرح کی احادیث پر مشتمل ہوتی ہیں البتہ زیادہ تر ضعیف یا موضوع یا بے بنیاد ہوتی ہیں۔ اور چونکہ مشہور ہونے کی بناء پر عموماً لوگ انکے مطابق عمل کرتے ہیں جسکی وجہ سے دین واعتقاد میں فساد در آتا ہے۔ اسی لیے علماء نے ان احادیث کو مستقل کتابوں میں یکجا کرکے انکے مقام و مرتبہ کی تعیین و توضیح کردی تاکہ لوگ بے اصل اور بے بنیاد روایات سے بچ سکیں۔

مشہور سے مراد فنی اور علمی اصطلاح نہیں بلکہ لوگوں کے درمیان مشہور ہونا ہے۔ اس فن پر لکھی گئی زیادہ تر کتابیں حروف معجم کے لحاظ سے مرتب ہیں۔ جن میں مشہور کتابیں درج ذیل ہیں۔

۱۔ **التذکرۃ فی الاحادیث المشتھرہ** ۔ بدرالدین محمد بن عبداللہ الزرکشی (۷۹۴ھ)

۲۔ **الدرر المنتشرۃ فی الاحادیث المشتھرۃ** ۔ جلال الدین عبدالرحمن السیوطی (۹۱۱ھ)

۳۔ **اللآلی المنثورۃ فی الاحادیث المشھورۃ مما ألفه الطبع ولیس له أصل فی الشرع** ابن حجر (۸۵۲ھ)

۴۔ **المقاصد الحسنه فی بیان کثیر من الأحادیث المشتھرۃ علی الالسنه** ۔ محمد بن عبدالرحمن السخاوی (۹۰۲ھ)

۵۔ **تمییز الطیب من الخبیث فیما یدور علی ألسنه الناس من الحدیث** عبدالرحمن علی بن الدیبع الشیبانی (۹۴۴ھ)

۶۔ **البدر المنیر فی غریب احادیث البشیر النذیر** ۔ عبدالوھاب بن الشعرانی (۹۷۳ھ)

۷۔ **تسھیل السبیل الی کشف الالتباس عما دار من الاحادیث بین الناس** ۔ محمد بن احمد الخلیلی (۱۰۵۷ھ)

۸۔ **اتقان مایحسن من الاحادیث الدائرۃ علی الألسن** ۔ نجم الدین محمد بن الغزی (۹۸۵)۔ آپ نے اس کتاب میں زرکشی سخاوی اور سیوطی کی کتابوں کے درمیان جمع وتطبیق کے ساتھ ساتھ عمدہ اور کچھ بہتر اضافے بھی کیے ہیں۔

۹۔ **کشف الخفاء ومزیل الالباس عما اشتھر من الاحادیث علی السنۃ الناس** ۔ اسماعیل بن محمد العجلونی (۱۱۶۲ھ)

۱۰۔ **أسنی المطالب فی احادیث مختلفة المراتب** ۔ محمد بن درویش (الحوت البیروتی) مذکورہ بالا کتابوں میں سے مطبوعہ کتابوں کا مختصر تعارف ہدیہ قارئین ہے۔

۱۔ المقاصد الحسنه

مشہور احادیث پر لکھی جانے والی انتہائی جامع کتاب ہے۔ اس میں کل ۱۳۵۶ احادیث ہیں۔ حدیثوں کے ذیل میں بعض ایسی فنی گفتگو کی گئی ہے جو کسی اور کتاب میں نہیں پائی جاتی۔ انداز تحریر بھی مضبوط اور حسین ہے۔ اسی لیے متعدد علماء نے اسکے خلاصے تحریر کیے ہیں جیسے ابن الدیبع الشیبانی نے "**تمییز الطیب من الخبیث**" کے نام سے اور علی بن محمد المنوفی نے "الرسائل السنیة" کے نام سے اس کی تلخیص کی ہے۔

یہ کتاب حروف معجم کے لحاظ سے مرتب ہے۔ حدیث کے تذکرہ کے بعد امام سخاوی ان

محدثین کا تذکرہ کرتے ہیں جنہوں نے اس حدیث کی تخریج کی ہے اور پھر حدیث کے مقام و مرتبہ پر سیر حاصل بحث کرتے ہیں اور اس ضمن میں علماء کے اقوال بھی نقل کرتے ہیں۔ اور اگر حدیث بے بنیاد ہوتی ہے تو اسکی صراحت ان لفظوں میں کرتے ہیں "**لا أصل له**" اس حدیث کی کوئی جڑ و بنیاد نہیں ہے۔ اور اسکی سند کے ہونے کے اندیشے کی صورت میں "لا أعرفه" سے تعبیر کرتے ہیں۔ اپنے فن پر یہ عمدہ کتاب ہے۔

۲۔ تمیز الطیب من الخبیث فیما یدور علی ألسنة الناس من الحدیث۔

یہ کتاب سخاوی کی کتاب کی تلخیص ہے۔ ہر حدیث کے مصادر و ماخذ اور اسکے مقام کی جانب صرف اشارہ کیا گیا ہے۔ راویوں کے تفصیلی احوال اور ضعف کے اسباب کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ سخاوی کی کتاب پر کچھ احادیث کا اضافہ بھی کیا ہے۔ کتاب انتہائی نفع بخش اور عمدہ ہے۔ البتہ باحث اور ریسرچ اسکالر اصل کتاب سے بے نیاز نہیں ہو سکتے کیونکہ اس میں متعدد علمی فوائد اور نکتے ہیں جو اس تلخیص میں نہیں پائے جاتے۔

۳۔ **کشف الخفاء**

یہ کتاب اس فن کی سب سے جامع کتاب ہے۔ سخاوی، ابن حجر اور سیوطی کی کتابوں پر مشتمل ہے۔ حروف تہجی کے لحاظ سے مرتب ہے۔ ہر حدیث کے مخرجین کا تذکرہ ہے۔ نیز اسکے مقام و مرتبہ پر بھی علماء جرح و تعدیل کے اقوال کی روشنی میں سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ جو فقرے حدیث نہیں ہیں انکی جانب یوں اشارہ کیا گیا ہے: "لیس بحدیث"۔ اور بسا اوقات اسکے قائلین کی جانب بھی اشارہ کیا گیا ہے۔ (۳۲۵۴) احادیث پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب حسام الدین القدسی کے زیر نگرانی ۱۳۵۱ھ میں قاہرہ سے چھپی ہے۔ دار احیاء التراث العربی نے بیروت سے اسی کی فوٹو کاپی طبع کی ہے۔

۴۔ **أسنی المطالب**

یہ کتاب "تمییز الطیب" کی تلخیص ہے۔ کچھ احادیث کا اضافہ بھی ہے۔ مولف کتاب کے انتقال کے بعد آپکے لڑکے عبدالرحمن نے اصل اور اضافوں کو یکجا کر کے حروف ہجاء کے لحاظ سے ترتیب دیا ہے۔ کتاب انتہائی مختصر ہونے کے باوجود بھی احادیث کی ایک بڑی تعداد کو سموئے ہوئے ہے جنکے مقام و مرتبہ کا بھی انتہائی مختصر انداز میں ذکر ہے۔ یہ کتاب عوام کے لئے کافی نفع بخش ہے۔ ۱۳۵۵ھ میں یہ کتاب قاہرہ کے مشہور مطبع مطبعہ مصطفی محمد سے چھپی ہے۔

۲۔ حروف تہجی کے لحاظ سے مرتب کتابیں۔

احادیث کی بنیادی کتب میں سے کوئی کتاب حروف تہجی کے لحاظ سے مرتب نہیں ہیں البتہ بعد کے علماء نے بنیادی کتابوں سے احادیث کو منتخب کر کے صرف انکے متنوں کو حروف تہجی کے لحاظ سے ترتیب دیا ہے جن میں مشہور کتابیں درج ذیل ہیں۔

۱۔ **الجامع الصغیر من حدیث البشیر النذیر۔**

اسکے مولف جلال الدین عبد الرحمن بن أبی بکر السیوطی ہیں۔ ۱۰۰۳۱ (دس ہزار اکتیس) احادیث پر یہ کتاب مشتمل ہے۔ آپ نے ان احادیث کو اپنی کتاب "جمع الجوامع" سے منتخب کر کے حدیث کے پہلے لفظ کا اعتبار کرتے ہوئے اسے حروف تہجی کے لحاظ سے مرتب کیا ہے۔ احادیث احکام کا ذکر آپ نے کم کیا ہے اور عموماً مختصر احادیث کا تذکرہ کیا ہے۔ امام سیوطیؒ کے خیال کے مطابق آپ نے اس میں صرف صحیح، حسن اور ضعیف احادیث کا تذکرہ کیا ہے۔ کوئی بھی ایسی حدیث آپ نے اس میں ذکر نہیں کی ہے جسکی روایت صرف کسی کذاب یا حدیث گھڑنے والے نے کی ہو۔

آپ صرف متن حدیث کو ذکر کرتے ہیں۔ پوری سند کو حتی کہ صحابہ کا نام بھی آپ نے حذف کر دیا ہے۔ آخر میں جن محدثین نے اسکی تخریج کی ہے اسکی جانب رمزیہ انداز میں اشارہ کیا ہے۔

امام سیوطی نے احادیث پر حکم لگانے میں تساہلی برتی ہے اسی لئے علامہ مناوی نے اسکی شرح "فیض القدیر شرح الجامع الصغیر" میں بعض احادیث پر سیوطی کے لگائے گئے حکم کی مخالفت کی ہے اور مخالفت کے اسباب بھی بیان کیے ہیں۔

مختصراً ایک کتاب انتہائی مفید اور اسکی ترتیب کافی عمدہ ہے۔ اسی لئے یہ کتاب اہل علم کے درمیان کافی متداول ہے۔ احادیث کی تخریج کے لئے عموماً اس کتاب کی جانب رجوع کیا جاتا ہے۔

۲۔ **الجامع الکبیر۔** علامہ سیوطی۔ یہ کتاب کافی ضخیم ہے۔ اس کتاب میں آپ کا مقصود جمیع احادیث کا استقصاء تھا۔ قولی احادیث حروف تہجی کے لحاظ سے مرتب ہیں اسکی جماعت مصر سے ہو رہی ہے کئی اجزاء چھپ کر منظر عام پر آچکے ہیں۔

۳۔ **الزیادة علی کتاب الجامع الصغیر۔** علامہ سیوطی نے اس میں کچھ احادیث کا جامع پر اضافہ کیا ہے۔

۴۔ **الفتح الکبیر فی ضم الزیادة الی الجامع الصغیر۔** شیخ یوسف النبہانی نے

الجامع الصغیر اور اس پر کیے گئے سیوطی کے اضافوں کو یکجا کر کے حروف تہجی کے لحاظ سے مرتب کر دیا ہے البتہ احادیث کے مرتبہ و مقام پر دلالت کرنے والے رموز و اشارات کو انہوں نے حذف کر دیا ہے۔ یہ کتاب مصر سے چھپی ہے۔

۳۔ **کتب فہارس**

علماء متاخرین نے بعض مخصوص کتابوں کی فہرست تیار کی ہے اور اسے حروف تہجی کے لحاظ سے مرتب کیا ہے تا کہ احادیث کی تلاش میں وقت و دشواری نہ پیش آئے اور کم سے کم وقت میں ان کتابوں سے استفادہ کیا جا سکے۔

مشہور کتب فہارس درج ذیل ہیں۔

۱۔ **مفتاح الصحیحین للتوقاوی۔**

۲۔ **مفتاح الترتیب لأحادیث تاریخ الخطیب.** سید احمد الغماری۔

۳۔ **البغیته فی ترتیب احادیث الحلیة .** سید عبدالعزیز الغماری۔

۴۔ **فهرس ترتیب احادیث "صحیح مسلم** محمد فؤاد عبدالباقی۔

۵۔ **مفتاح لأحادیث مؤطا مالک.**

۶ **فهرس لترتیب احادیث سنن ابن ماجه.** محمد فؤاد عبدالباقی۔

۱۔ **مفتاح الصحیحین۔** اسکے مؤلف محمد شریف مصطفیٰ التوقادی ہیں۔ اسکی تالیف ۱۳۱۲ھ میں ہوئی۔ مولف نے صحیحین کی قولی احادیث کے اطراف کو یکجا کر کے حروف تہجی کے لحاظ سے مرتب کیا ہے۔ اور ہر حدیث کے سامنے کتاب کا نام اور اس باب کا نمبر درج کر دیا ہے جس میں وہ حدیث موجود ہے اور صحیحین اور انکی شرحوں کے اجزاء اور صفحات کی تعیین بھی عمدہ قسم کے جدولوں میں کر دی ہے۔

صحیحین میں موجود کسی حدیث کی تلاش کتاب سے انتہائی آسان ہے۔ کیونکہ اگر آپ کو حدیث کا پہلا لفظ معلوم ہے تو اس حرف کے ذیل میں آپ اس حدیث کو انتہائی آسانی کے ساتھ پائیں گے۔ البتہ وہ صرف حدیث کے ایک ٹکڑے کو درج کرتے ہیں لہذا پورے متن کی معرفت کے لیے صحیح بخاری مطبوعہ مصر اور انکی درج ذیل شرحوں میں سے کسی ایک کی جانب رجوع کرنا ہوگا جس کے صفحہ نمبر اور جلد کا حوالہ مفتاح میں درج ہے۔ (۱) شرح القسطلانی مطبوعہ مصر ۱۲۹۳ھ۔ (۲) شرح العسقلانی مطبوعہ مصر ۱۳۰۱ھ۔ (۳) شرح العینی مطبوعہ

قسطنطنیہ ۱۳۰۲ھ۔

اور اگر مذکورہ بالا شرحوں یا متن کے علاوہ کوئی اور متن یا شرح آپکے ہاتھ میں ہو تو پھر کتاب اور باب کا نام طرف حدیث کے بائیں جانب درج ہے اسے دیکھ کر آپ فوراً جان لیں گے کہ یہ حدیث کس کتاب میں ہے اور اس کا باب نمبر فلاں ہے۔ اور اس کتاب کے اس باب میں معمولی تلاش کے بعد ہی آپ اسے پالیں گے۔

مؤلف نے آخر میں ان صحابہ کرام اور ان سے مروی احادیث کی تعداد کی بھی ایک فہرست بنائی ہے جن سے صحیح بخاری کی احادیث مروی ہیں۔ البتہ مسلم کی ایسی فہرست آپ نے تیار نہیں کی ہے۔

یہ کتاب "الشرکۃ الصحافہ العثمانیۃ" قسطنطنیہ سے ۱۳۱۳ھ میں شائع ہوئی ہے اور اس کی فوٹو کاپی ۱۳۹۵ھ میں بیروت سے شائع ہوئی ہے۔ اس کتاب کی سب سے بڑی کمی فعلی احادیث کی فہرست سے غفلت برتنا ہے۔ فعلی احادیث کی فہرست یوں بنائی جا سکتی ہے کہ ہر حدیث میں صحابی کا نام کتاب کا نام اور پھر موضوع درج کر دیا جائے۔

۲۔ **مفتاح الترتیب لأحادیث تاریخ الخطیب.**

اسکے مؤلف احمد بن السید محمد بن السید الصدیق الغماری المغربی ہیں۔

یہ کتاب انتہائی اہم اور مفید ہے کیونکہ اس میں مؤلف نے صرف ۹۰ صفحات پر ان تمام احادیث کی فہرست مرتب کر دی ہے جو تاریخ بغداد کے چودہ اجزاء میں بکھری ہوئی ہیں اس کتاب کی اہمیت درج ذیل دو پہلوؤں سے مزید بڑھ جاتی ہے۔

۱۔ خطیب نے اپنی تاریخ میں ایک بڑی تعداد میں احادیث ذکر کی ہیں جن میں سے بعض سنت کے مشہور مصادر میں بھی نہیں پائی جاتی۔

۲۔ تاریخ بغداد میں موجود احادیث کی معرفت کافی مشکل تھی کیونکہ خطیب نے اس میں کسی ترتیب کا لحاظ نہیں کیا ہے۔ بلکہ تراجم کے ذیل میں انہیں ذکر کر دیا ہے۔

آپ نے قولی احادیث کو حروف تہجی اور فعلی احادیث کو اسماء صحابہ کے لحاظ سے مرتب کیا ہے اور اسماء صحابہ و صحابیات اور انکی مسندوں کو بھی حروف تہجی کے لحاظ سے مرتب کر کے حدیث کے موضوع اور جلد اور صفحہ نمبر کی وضاحت کر دی ہے۔

بعض احادیث کو خطیب نے متعدد مقامات پر ذکر کیا ہے اور بعض طرق میں الفاظ متداول

ومعروف الفاظ سے اگر مختلف ہیں تو ایسی صورت میں مؤلف نے اس لفظ کے لحاظ سے اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔

اس مفتاح میں تقریباً ساڑھے چار ہزار احادیث ہیں جنہیں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کیونکہ خطیب نے ان احادیث کو اپنی تاریخ میں اپنی سندوں سے بیان کیا ہے۔

۳۔ البغية في ترتيب أحاديث الحلية۔ اسکے مؤلف سید عبدالعزیز الغماری ہیں۔

یہ کتاب اپنی ترتیب واہمیت کے لحاظ سے مفتاح الترتیب ہی کے مشابہ ہے۔ اس میں ابو نعیم الأصبہانی (۴۳۰ھ) کی کتاب ''حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء'' کی احادیث کی فہرست بنائی گئی ہے۔ قولی احادیث حروف معجم کے لحاظ سے مرتب ہیں۔

طرف حدیث کے سامنے جلد اور صفحہ درج ہے۔ اور فعلی احادیث کو اسماء صحابہ کے لحاظ سے مرتب کیا ہے۔ صحابی کے نام کے سامنے حدیث کا موضوع، جلد اور صفحہ نمبر درج ہے۔ کنیتوں کی فہرست آخر میں بنائی ہے وہ بھی حروف معجم کے لحاظ سے مرتب ہیں۔ اور مراسیل تابعین کی فہرست بھی آخر میں درج ہے۔

جنکی احادیث کی تعداد تقریباً پانچ ہزار ہے۔

۴۔ صحیح مسلم کی قولی احادیث کی فہرست۔

اس فہرست کے مرتب مرحوم محمد فؤاد عبدالباقی ہیں۔ آپ نے قولی احادیث کی فہرست کے ساتھ ساتھ درج ذیل پانچ فہرست بھی بنائی ہے۔

۱۔ موضوعات کی فہرست۔

۲۔ جملہ احادیث کی ترقیم۔

۳۔ امام مسلم نے اگر کسی حدیث کو کئی جگہ ذکر کیا ہے تو ان تمام جگہوں کی توضیح

۴۔ صحیح مسلم میں مروی احادیث کے صحابہ کی فہرست اور ہر صحابی کی مرویات کی تفصیل۔

۵۔ قولی احادیث کی الفبائی فہرست۔

۶۔ الفاظ کی فہرست۔

۵۔ مفتاح الموطأ۔

اسکے مؤلف محمد فؤاد عبدالباقی ہیں۔

یہ مفتاح قولی احادیث کی فہرست پر مشتمل ہے۔ جو حروف معجم کے لحاظ سے مرتب ہیں۔ ہر

حدیث کے سامنے صفحہ درج ہے۔ یہ فہرست موطا کے اس نسخہ کے آخر میں ثبت ہے جسکی تحقیق مرحوم نے خود کی ہے۔ یہ فہرست کافی نفع بخش ہے۔ اس فہرست کے لحاظ سے موطا میں کل احادیث ۱۸۱۲ ہیں۔ اور قولی احادیث ۸۲۷ ہیں۔

۶۔ مفتاح سنن ابن ماجه۔

مؤلف محمد فؤاد عبدالباقی مرحوم۔ اس کتاب میں بھی قولی احادیث کی فہرست حروف معجم کے لحاظ سے مرتب ہے۔ اور یہ فہرست ابن ماجہ کے اس نسخہ کے آخر میں درج ہے جو مؤلف کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوا ہے۔

ابن ماجہ کے قولی احادیث کی تعداد ۳۱۰۰ ہے اور جملہ احادیث کی تعداد ۴۳۴۱ ہے۔

☆☆☆☆

شبہات حول الحدیث۔

حدیث اور مستشرقین

(۱)

انیس احمد مدنی

اسناد اور مستشرقین

کایتانی اور شپرنگر کے نزدیک سندوں کا آغاز امام زہری نے کیا ہے۔ ہورویٹز کی بھی یہی رائے ہے (Robson the Isnad in Muslim Traditon:18) اس رائے کے لئے دلیل دیتے ہوئے وہ کہتے ہیں سب سے پہلے عروۃ بن الزبیرؓ نے حدیثوں کو جمع کیا ہے لیکن انھوں نے سندوں کا ذکر نہیں کیا ہے چنانچہ عروۃ اور عبدالملک بن مروان کے درمیان جو مراسلت ہوئی ہے اور جنھیں طبری نے اپنی تاریخ میں جگہ دی ہے وہ سندوں سے خالی ہے۔ گویا سندوں کا آغاز عروۃ اور ابن اسحاق (۱۵۱ھ) کے بیچ کے عہد میں ہوا ہے۔ اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ کتب حدیث موجود زیادہ تر سندوں کو محدثین نے دوسری صدی میں گھڑ لیا ہے۔ اور یہ سلسلہ تیسری صدی تک جاری رہا ہے۔

جواباً عرض ہے کہ عروہ اور عبدالملک کے درمیان ہوئی مراسلت کا تذکرہ صرف طبری ہی نے نہیں کیا ہے بلکہ طبری سے پہلے کے مصادر نے بھی انھیں جگہ دی ہے۔ جیسے مسند الامام احمد بن حنبل وغیرہ۔ اور مسند احمد میں طبری ہی کے سلسلہ سند سے مروی مراسلت میں عروہ نے اپنے مصدر حضرت عائشہ کا تذکرہ کیا ہے (حم ۴:۳۲۳، ۳۲۶، ۳۲۸، ۳۳۱)۔ اور چونکہ عروہؒ کی کوئی مستقل تالیف نہیں ہے صرف انکی مرویات کے اقتباسات مختلف کتابوں میں پائے جاتے ہیں اور عروہ کافی قدیم راوی ہیں اور ان کا مصدر عموماً صحابہ کرامؓ ہی تھے اس لیئے عموماً آپکی سند صرف ایک راوی سے عبارت تھی جسے مختلف اغراض ومقاصد کے تحت مقتبسین کے لئے حذف کرنا آسان ہوگیا۔ اور ایک دوسرے پہلو سے دیکھا جائے تو عروہ سے متعدد افراد نے روایت کیا ہے جیسے علامہ زہری وغیرہ اور جب ہم عروہ کی ان مرویات کا مطالعہ کرتے ہیں جو زہری نے نقل کی ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ عروہ نے سندوں کا ذکر کیا ہے کبھی مفرد سندوں کا اور کبھی مرکب سندوں کا۔ (مثال کے طور پر دیکھئے مسند احمد ۴:۳۲۳، ۳۲۶ اور تاریخ طبری ۱/۱۵۲۹، ۱۵۳۲، ۱۵۳۹ وغیرہ)

پھر خود بعض مستشرقین جیسے ہورویٹز (Horovtiz) نے کایتانی اور شپرنگر کی مذکورہ بالا رائے کی تردید کی ہے وہ لکھتے ہیں: جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ عروہ نے سرے سے سندوں کا استعمال نہیں کیا ہے۔ انھوں نے درحقیقت عروہ کی جملہ مرویات کا مطالعہ نہیں کیا ہے حقیقت میں وہ دلائل جو کسی اختصار کے ذیل میں دیئے جاتے ہیں اور ان دلائل کے اسلوب تحریر میں واضح فرق ہوتا ہے جو اہل علم کے لیئے لکھے جاتے ہیں۔ موصوف کے مطابق سندوں کے استعمال کا آغاز پہلی صدی کے اواخر ہی میں شروع ہو گیا تھا۔ (دراسات فی الحدیث النبوی: محمد مصطفیٰ اعظمی ۳۹۲)۔

پروفیسر روبسن لکھتے ہیں: پہلی صدی کے نصف حصے ہی میں اسناد کی توقع ممکن ہے کیونکہ اسوقت تک صحابہ کی ایک بڑی تعداد انتقال کر چکی تھی اور تابعین نے احادیث بیان کرنا شروع کر دیا تھا اور یہ بات فطری ہے کہ ان سے کوئی بھی سامع انکے مصدر کے بارے میں پوچھ سکتا تھا کیونکہ انکی معلومات براہ راست تو اخذ شدہ نہیں تھی۔ البتہ اسناد کا یہ موجودہ دقیق نظام بتدریج پروان چڑھا۔ اگر چہ ابن اسحاق نے دوسری صدی کے نصف حصہ میں بلا سندوں کے معلومات بیان کی ہیں لیکن اس سے یہ نتیجہ نکلنا کہ سندوں کا آغاز زہری سے ہوا اور عروہ کے عہد میں سندوں کا وجود نہ تھا ممکن نہیں ہے البتہ یہ بات درست ہے کہ سندوں کا یہ دقیق نظام بتدریج پروان چڑھا اور ہو سکتا ہے کہ بعض سندیں قدیم ہوں جیسا کہ لوگوں کا خیال ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ علامہ زہری نے سب سے پہلے اس کا اس شدت کے ساتھ التزام کیا کہ آپکے عہد میں اگر کوئی بلا سند کے حدیث بیان کرتا تو اس سے فوراً اسکی سند کے متعلق سوال ہوتا جیسے قتادہؒ جو عموماً بلا سندوں کے روایت کرتے تھے۔ انھیں شعبہ اور معمر بن راشد وغیرہ ٹوکتے اور فوراً سند کے متعلق سوال کرتے چنانچہ کوفہ میں حماد کے سندوں کے ساتھ احادیث کی روایت کو دیکھ کر قتادہ بھی سندوں کے ساتھ احادیث بیان کرنے لگے۔

(الطبقات۔ ابن سعد ۷/۲۳۰۔ ابن ابی حاتم تقدمۃ المعرفۃ: ۱۲۶)۔ اسطرح اس عہد میں سندوں کے ساتھ روایت کو فرض سمجھا جانے لگا۔ جس سے یہ وہم پیدا ہو گیا کہ سندوں کا استعمال علامہ زہری کے عہد سے ہوا اور پھر بدنیت مستشرقین نے ان محدثین کی مرویات سے استدلال کیا جو اختصار اور وقت کی حفاظت کے لیئے بلا سندوں کے حدیثیں بیان کیا کرتے تھے۔ (بحوث فی تاریخ السنۃ المشرفۃ: ۵۳)۔

اسناد کے التزام کے باب میں مروی ابن سیرین کا اثر اور اسکی بابت شاخت کا خیال

محمد ابن سیرین (۱۱۰ھ) اسناد کے التزام کے بابت یوں کہتے ہیں:

"لم یکونوا یسألون عن الاسناد فلما وقعت الفتنة قالوا سموا لنا رجالکم فینظر الی اہل السنة فیؤخذ حدیثہم و ینظر الی اہل البدع فلا یوخذ حدیثہم".

(صحیح مسلم ۱/۱۵۔ الکامل ابن عدی ۱/۱۳۹)۔

لوگ سندوں کے متعلق نہیں پوچھتے تھے جب فتنہ واقع ہوا تو لوگ کہنے لگے۔ راویوں کے نام بتاؤ۔ چنانچہ اہل سنت کو دیکھکر انکی حدیثیں لی جاتی اور اہل بدعت کو دیکھکر انکی حدیثیں چھوڑ دی جاتی۔

شاخت (CHACHT) کے نزدیک ابن سیرین کی جانب اثر کی نسبت موضوع ہے کیونکہ فتنے کا وقوع ۱۲۶ھ میں ہوا جبکہ ابن سیرین کا انتقال ۱۱۰ھ ہی میں ہو گیا تھا۔ انکے نزدیک فتنے سے مراد ولید بن یزید کا ۱۲۶ھ میں قتل ہے۔ کیونکہ طبری میں ہے: ''اضطرب أمر بنی مروان وھاجت الفتنة'' ۱۲۶ھ کے حوادث پر گفتگو کرتے ہوئے امام طبری نے فرمایا اسی سال بنو مروان میں باہم اضطراب واقع ہوا اور فتنہ بھڑک اٹھا (SCHACHT ORIGINS OF MOHAMMADAN JURISPRUSENCE :36.37) فتنہ کی یہ تفسیر درست نہیں ہے حقیقت یہ ہے کہ اسلامی تاریخ میں سب سے اہم فتنہ عثمان بن عفانؓ کا قتل ہے۔ جسکے بعد امت کا شیرازہ بکھر گیا۔ سیاسی اور عقائدی اعتبار سے امت مختلف فرقوں میں تقسیم ہو گئی اور نتیجہ خوں ریز معرکے واقع ہوئے اور اپنے مسلک اور عقیدہ کے اثبات کے لیے بعض ضعیف الایمان لوگوں نے احادیث گھڑنی شروع کر دی۔ فتنے سے مراد حضرت عثمان بن عفان کی شہادت ہی ہے اسکے دلائل درج ذیل ہیں۔

(۱) ابن سیرین کے اس قول سے مذکورہ تفسیر کی تائید ہوتی ہے۔

"ھاجت الفتنة وأصحاب رسول ﷺ عشرة آلاف فماخف لہا منہم مائة" (المنتقی من منہاج الاعتدال :الذہبی ۲۸۹)

(۲) شہادت عثمانؓ کی وجہ سے حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ کے درمیان جو عظیم جنگ ہوئی اور سیاسی لحاظ سے امت کا شیرازہ جسطرح بکھرا اسکے بعد اپنے اپنے گروہ کی حمایت کے لئے حدیثوں کے گھڑنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ چنانچہ محدثین نے سندوں کی بابت مکمل چوکسی برتنی شروع کر دی۔ اس عہد میں زیادہ تر احادیث سیاسی میدان میں فضا ہموار کرنے کے لیے گھڑی گئیں مثال کے طور پر

امام شوکانی کی کتاب ''موضوعات'' کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اکیس نبی اکرم ﷺ سے متعلق ۴۲ احادیث ابوبکر عمر و عثمانؓ کے فضائل میں ۳۸۔ علیؓ اور فاطمہؓ کے مناقب میں ۹۶ اور امیر معاویہؓ کے فضائل میں ۱۴ حدیثیں گھڑی گئیں۔

صحیح بات یہ ہے کہ اس فتنے کے بعد مسلمانوں میں جو اختلاف شروع ہوا امت اسکے اثرات سے آج تک نہ نکل سکی جب کہ اس واقعہ کے علاوہ ابن الزبیرؓ کی شہادت ولید بن یزید کا قتل اور اموی حکومت کے سقوط وغیرہ کے اتنے دوررس اور ہمہ گیر اثرات نہیں پڑے ہیں بلکہ ولید کے قتل کے اثرات کا دائرہ صرف بنو مروان تک محدود رہا۔

(۳) ابن سیرین کے اثر میں وارد پہلا لفظ "لم یکونوا یسألون۔ ''لوگ نہیں پوچھتے تھے۔ صیغہ ماضی ہے۔ یہ اسلوب ابھی تک ماضی کی تعبیر کے لیے مستعمل ہوتا آرہا ہے۔ جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ فتنہ ماضی میں واقع ہو چکا ہے۔ اور چونکہ آپ کا انتقال ۱۱۰ھ میں ہوا ہے اس لحاظ سے فتنے سے مراد اس سے پہلے ہی کا کوئی واقعہ لیا جا سکتا ہے۔

سلسلہ الذہب کے متعلق شاخت کے اعتراضات۔

''مالک عن نافع عن ابن عمرؓ'' کے متعلق شاخت نے دو اہم اعتراضات کیے ہیں۔

۱۔ مالکؒ کی عمر۔ شاخت کے نزدیک نافع کا انتقال ۱۱۷ھ میں ہوا اور امام مالک کا انتقال ۱۷۹ھ میں۔ آپکی تاریخ پیدائش کسی مستند مصدر سے ثابت نہیں ہے غالبا دونوں کے درمیان ملاقات کے وقت امام مالک کی عمر ۱۵ سال رہی ہوگی۔ تو کیا اس عمر میں نافع سے اسقدر استفادہ ممکن ہے اسکی تائید امام شافعی کے اس اعتراض سے ہوتی ہے کہ اپنی سندوں میں پائے جانے والے ضعف کو امام مالکؒ چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ (Origins -178)

جواباً عرض ہے کہ کتب تراجم میں امام مالکؒ کے متقدمین اور معاصر علماء میں سے بعض نے تصریح کی ہے کہ آپ کی پیدائش ۹۳ھ یا ۹۳ھ کے اوائل میں ہوئی اور بعض کے نزدیک ۹۶ھ اور چند لوگوں کے نزدیک ۹۷ھ میں ہوئی ہے لیکن یہ رائے مرجوح ہے۔ ۹۷ھ کے بعد کسی نے آپکی پیدائش کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔ ۹۳ھ والی روایت چونکہ آپکے شاگرد ''یحیٰی بن بکیر'' سے مروی ہے اور اسکی سند متصل ہے اس لیے علامہ ابن فرحون نے اس رائے کو ترجیح دی ہے (الامام مالک، ص ۱۴) ان تاریخوں کے لحاظ سے نافع کے انتقال کے وقت آپکی عمر کم از کم بیس سال یا ۲۱ سال یا چوبیس یا ۲۴ سال تھی۔ امام مالک نے موطا میں نافع سے کل مرفوع و متصل ۸۰ حدیثیں ...

اور اگر نافع کے آثار و فتاویٰ بھی اسے مان لئے جائیں تو یہ جملہ مرویات تیس صفحے سے زائد نہ ہوں گی۔ نافع و مالک دونوں مدینہ کے رہنے والے ہیں۔ تو کیا چوبیس سال کی عمر میں تیس صفحات کا استفادہ قابل تعجب اور دشوار ہے۔ اس عمر میں تو بعض لوگ ڈاکٹریٹ کی ڈگری تک حاصل کر لیتے ہیں (دراسات فی الحدیث النبوی: ۳۳۴)۔ پھر یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ امام مالک نافع سے انجانی والہانہ اور جنونی انداز میں علم حدیث کو حاصل کرنے میں لگے ہوئے تھے۔

دوسرا اعتراض: نافع ابن عمرؓ کے غلام ہیں لہذا اس قرابت کی بناء پر آپ کی مرویات مشکوک قرار پائیں گی۔

جواباً عرض ہے کہ نافع کے معاصر علماء نے آپ کی امانت و دیانت اور حفظ و اتقان کی گواہی دی ہے لہذا بلا دلیل کے انکی ثقاہت و دیانت کو مجروح قرار دینا غیر علمی بات ہوگی۔ یہ سچ ہے کہ عائلی سندوں میں کذب کا احتمال پایا جاتا ہے اور اس پہلو کو محدثین نے نظر انداز نہیں کیا ہے۔ چنانچہ اسی بناء پر انھوں نے عائلی اسانید کا گہرا ایسے جائزہ لیا ہے اور زیادہ تر عائلی سندوں کو ضعیف گردانا ہے جیسے عمر بن محمد عن ابیہ کی سند عیسیٰ بن عبداللہ عن ابیہ، کثیر بن عبداللہ عن ابیہ۔ موسیٰ بن مطیر عن ابیہ اور یحییٰ بن عبداللہ عن ابیہ وغیرہ۔ لیکن کسی بھی ناقد یا محدث نے نافع کے بارے میں ادنیٰ شک کا بھی اظہار نہیں کیا ہے۔ نیز نافع ابن عمر سے روایت کرنے والے اکیلے راوی نہیں ہیں۔ ابن عمر کے شاگردوں کی تعداد کافی زیادہ ہے۔ ناقدین حدیث ہمیشہ ایک شیخ کے جملہ شاگردوں کی مرویات کے درمیان موازنہ کرتے تھے تاکہ ہر ہر راوی کے بارے میں حقیقت حال کھل جائے اور اگر کسی آدمی نے جھوٹی بات اپنے شیخ کی جانب منسوب کی ہو تو وہ واضح ہو جائے۔ جملہ ناقدین حدیث کا اس پہلو سے خاموشی اختیار کرنا اور نافع کے حفظ و اتقان کی شہادت دینا کیا اعتماد کے لیے کافی نہیں۔ جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جرح و تعدیل کے باب میں ان ناقدین نے کسی قرابت اور رشتے کا بھی پاس و لحاظ نہیں رکھا ہے۔ اور اپنے بیٹے اور والد تک جرح کر ڈالی ہے (دراسات فی الحدیث: ۳۳۵)

اصحاب مذاہب پر اسانید کو گھڑنے کا اتہام۔

شاخت کے نزدیک متصل اسانید کو فقہی مسالک کے ماننے والوں نے گھڑ لیا ہے۔ صحابہ اور تابعین کے عہد میں ان سندوں کا وجود نہ تھا۔ بلکہ دوسری اور تیسری صدی میں اصحاب فقہ نے گھڑ لیا ہے۔ کیونکہ جو فقہی احادیث موطا مالک یا شافعی کی الرسالہ میں مرسل یا منقطع وارد ہیں وہ کتب ستہ میں مسنداً بیان ہوئی ہیں جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ احادیث اصحاب مذاہب کی

جانب سے بعد میں گھڑ لی گئیں ہیں (The Qrigins of163.165.166.167)

جواباً عرض ہے کہ موطا مالک میں مرسل روایات کا پایا جانا اس عصر میں سندوں کے فقدان کی دلیل نہیں کیونکہ امام مالک مراسیل کو حجت مانتے تھے اس لیے آپ نے انھیں متصلاً بیان کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی (الباعث الحثیث ابن کثیر: ۴۸)

نیز امام مالک کے عہد میں لکھی گئی کتابوں میں یہ احادیث متصلاً و مسنداً مروی ہیں جیسے مسند الطیالسی (۲۰۳ھ)۔ اور بعض مسانید تو امام مالک سے پہلے مدون کئے گئے ہیں جیسے مسند معمر بن راشد (۱۵۲ھ)۔ (بحوث فی تاریخ السنۃ: ۵۷۔۵۸)

اور اگر اصحاب مذاہب نے ان سندوں کو بعد میں گھڑا ہوتا تو آخر امام شافعی نے سعید بن المسیب کی جن مراسیل اور امام ابوحنیفہ نے اپنے شیوخ کے جن مراسیل سے استدلال کیا ہے وہ آخر آج تک اسی حالت میں کیوں باقی ہیں۔ کیوں نہ ان کے اتباع نے ان حدیثوں کو متصلاً و مسنداً بیان کر دیا۔ پھر روبسون کے بقول زیادہ تر مرویات صغار صحابہ سے مروی ہیں۔ کبار صحابہ سے بہت کم روایات مروی ہیں تو کیا سندوں کو گھڑنے والوں کے دسترس سے یہ بات باہر تھی کہ وہ انکی نسبت کبار صحابہ کی جانب کر دیں (ROBSON.THE ISNAD IN MUSLIMTRADITION 126)

☆☆☆☆☆

مذاہب عالم

توریت کا تعارف

(۳)

ابوارقم فلاحی

توریت سے ملحق صحیفوں کی دوسری قسم: ادبی صحیفے۔

یہ صحائف پندونصائح پر مشتمل ہیں جو شعری قالب میں پیش کیے گئے ہیں۔ انکی تعداد پانچ ہے۔

۱۔ ایوب کا صحیفہ۔ ایوب علیہ السلام ان انبیاء میں سے ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ آپ کا صبر و استقامت ضرب المثل ہے۔ آپ عوص کے علاقے کے رہنے والے تھے یہ دمشق اور روم کے درمیان واقع ہے۔ آپکے پاس سات لڑکے۔ تین لڑکیاں، سات ہزار بکریاں، تین ہزار اونٹ، پانچ سو گائیں اور پانچ سو گدھے اور بے شمار خادم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جب آپ کو آزمائش میں مبتلا کیا تو یہ تمام اموال ہلاک ہو گئے جب آپ نے صبر کی روش اپنائی اور قضاء و قدر کے فیصلے کے سامنے سر جھکا دیا تو اللہ تعالیٰ نے نتیجہ میں پہلے سے بھی زیادہ اموال سے آپ کو نوازا۔ البتہ اس صحیفے میں جابجا آپکے جزع فزع اور آزمائش کے دوران خدا سے شکایت کرنے کا تذکرہ ہے۔ جبکہ قرآن کریم اس آزمائش میں مکمل صبر اور استقامت کی راہ اپنانے کا تذکرہ کرتا ہے۔ (دیکھئے سورۃ الانعام ۸۳-۸۶)

۲۔ زبور۔ (مزامیر داؤد)۔ اس سے مراد وہ دینی ترانے اور حمدیں ہیں جنھیں یہودی تہواروں اور جشن کے مواقع پر موسیقی کے آلات کے ساتھ گاتے ہیں۔ یہ کل ۱۵۰ ترانے ہیں۔ ۷۳ داؤد علیہ السلام کی جانب منسوب ہیں۔ رقم ۹۰ موسیٰ علیہ السلام کا ہے اور بقیہ ترانوں اور نغموں کے مؤلفین درج ذیل ہیں۔

۱۲۔ ۵۰، ۷۳تا۸۳۔ اساف کے ہیں

۱۱۔ ۴۲، ۴۴تا۴۹، ۸۴، ۸۵، ۸۷، ۸۸۔ قورح کے ہیں۔ ۲ نغمے ۷۲ اور ۱۲۷ سلیمان علیہ السلام کے ہیں۔

زبور میں بعض ایسے نغمے بھی ہیں جنکے مؤلف غیر معروف ہیں۔

یہ نغمے زیادہ تر بابلی اسیری کے درمیان لکھے گئے ہیں۔ خود بعض نغموں کی اندرونی

شہادتیں اس پر دلالت کرتی ہیں۔ جیسے ''اے ہمارے رب جنوب کی ندیوں کی طرح ہمارے اسیروں کو واپس لا''۔ (۱۲۶:۴) اور جیسے یہ نغمہ ''خداوند یروشلم کو تعمیر کرتا ہے۔ وہ اسرائیل کے جلاوطنوں کو جمع کرتا ہے وہ شکستہ دلوں کو شفا دیتا ہے اور انکے زخم باندھتا ہے۔ (۱۴۷-۳)

یہ فقرات اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ ترانے بابلی اسیری کے دوران لکھے گئے ہیں۔ لہذا انکی نسبت داؤد علیہ السلام کی جانب کرنا درست نہیں کیونکہ آپکے عہد اور بابلی اسیری کے درمیان چار صدیوں کا فاصلہ پایا جاتا ہے۔

۳، ۴، ۵۔ اخبار سلیمان۔ (امثال، جامعہ، ترانے)۔

یہ تینوں صحیفے سلیمان علیہ السلام کی جانب منسوب ہیں۔ یہ قومی آداب و مواعظ پر مشتمل ہیں۔ اور بعض ایسے نغمے بھی ہیں جنھیں یہودی ''عبوری دریا'' کے تہوار کے موقعہ پر گاتے ہیں۔

توریت سے ملحق صحیفوں کی تیسری قسم: انبیاء کے صحیفے۔

انکی کل تعداد ۱۷ ہے۔ ان صحیفوں میں بنی اسرائیل کے چھوٹے انبیاء کے مواعظ اور نصائح درج ہیں۔ ان صحیفوں میں بنی اسرائیل کو انکے اخلاقی بگاڑ اور روحانی زوال پر سخت تنبیہ کی گئی ہے۔

یہ صحیفے درج ذیل ہیں۔

۱۔ اشعیاء کا صحیفہ۔

''اشعیاء کے معنی ہیں خداوند چھٹکارا دلاتا ہے آپ آٹھویں صدی قبل مسیح کے ہیں۔ عہد نامہ قدیم کے سب سے عظیم نبی ہیں۔ اس صحیفے اور اسکے بعد کے صحیفوں میں بنی اسرائیل پر شریعت موسوی سے دوری اور عبادت و سلوک میں ریاء کا شکوی اور اس بات کی تنبیہ کی گئی ہے کہ اگر رشوت، اور ظلم کا یہ سلسلہ جاری رہا تو انکی حکومت گر جائے گی۔

۲۔ اَرمیا۔ آپ کا پورا نام اَرمیا بن حلقیا الکاہن ہے۔ اسکے معنی آتے ہیں۔'' خداوند بنیاد رکھتا ہے''۔ آپ بنی اسرائیل کے ایک عظیم نبی گزرے ہیں۔ بنی اسرائیل اور حاکموں کی جانب سے آپ کو سخت مزاحمتوں اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا بالآخر آپ کو کامیابی ملی۔ ساتویں صدی قبل مسیح کے اواخر اور چھٹی کے اوائل میں، یوشیا کے عہد میں آپ تقریباً ۱۸ سال تک منصب نبوت پر فائز رہے۔

۳۔ ارمیا کا نوحہ۔ یوروشلم کی تباہی اور بربادی کے بعد آپ نے جو نوحہ کیا تھا اور حصار کے وقت بنی اسرائیل جن تکلیف دہ مراحل سے گزرے تھے اسکے بیان پر یہ مجلد مشتمل ہے۔ یہ صحیفہ

غالباً ۵۸۶ ق م میں یورشلم کے سقوط کے بعد لکھا گیا ہے۔

۴۔ حزقیال۔ عبرانی لفظ ہے جسکے معنی ہیں ''اللہ طاقتور ہے''۔

آپ کا پورا نام حزقیال ابن بوزی ہے۔ فلسطین میں پیدا ہوئے، وہیں پروان چڑھے، سقوط یوروشلم کے بعد بابل لے جائے گئے۔ بابل میں نہر خابور کے مقام پر سکونت اختیار کی اور وہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت سے نوازا۔ آپ اس لئے بھیجے گئے تھے تا کہ بنی اسرائیل کو متنبہ کردیں کہ جس ذلت و رسوائی سے وہ دوچار ہیں وہ انکی خطاؤں کا نتیجہ ہے۔ آخر یہودیوں کے ہاتھوں مقتول ہوئے۔

۵۔ دانیال۔ آپ بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے ایک ہیں۔ بابل کی اسیری کے ایام میں بابل لے جائے گئے جہاں آپ نے آشوری زبان اور بابلی حکمت میں مہارت حاصل کرلی۔ آپکی حکمت اور ذہانت اسوقت منظر عام پر آئی جب ایک خوبصورت عورت ''سوسنہ'' کے معاملہ میں آپ نے دوبارہ گواہوں کو طلب کرنے اور از سر نو فیصلہ کرنے کی مانگ کی۔ سوسنہ ایک خوبصورت عورت تھی جو ایک یہودی کے عقد میں تھی۔ دو بوڑھے یہودیوں نے اس پر ڈورے ڈالنے کی کوشش کی لیکن جب اس نے انکار کیا اور لوگوں کو مدد کے لئے پکارا تو دونوں نے اسی پر یہ الزام لگا دیا کہ یہ ایک نوجوان کے ساتھ معانقہ کررہی تھی۔ اور عدالت نے ان دونوں کی گواہی کا اعتبار کرتے ہوئے اسکے قتل کا فیصلہ صادر فرمایا۔ اس پر دانیال نے اعتراض کیا اور دونوں گواہوں کو طلب کیا اور دونوں کو علیحدہ رکھ کر پہلے ایک سے جرح کی کہ آپ نے اس عورت کو نوجوان سے معانقہ کرتے ہوئے کس مقام پر دیکھا تھا۔ تو اس نے باغ میں ایک معین جگہ کی تعیین کی۔ اور جب دوسرے سے پوچھا گیا تو اس نے دوسری جگہ بتائی جس سے دونوں کے جھوٹ کا پردہ فاش ہو گیا اس پر قاضیوں نے دونوں گواہوں کے قتل اور عورت کی رہائی کا فیصلہ فرمایا۔ (تاریخ الانبیاء ط ۸: ۱۳۸-۱۳۹)۔

اس واقعہ کے بعد آپکی ذہانت اور حکمت کا بابل میں عام چرچا ہو گیا اور بابلی حاکم نے اپنے خواب کی تعبیر کے لئے آپ کو طلب فرمایا آپ نے بڑی عمدہ تاویل کی۔ چنانچہ بادشاہ نے آپ کو اپنے درباری نجومیوں میں شامل کرلیا اور بابل کا والی بنا دیا۔ آشوریوں کے زوال کے بعد ایرانی غلبہ کے دور میں بھی آپ کا یہ مقام باقی رہا۔ قورش کے عہد میں انتقال ہوا اور بابل میں دفن ہوئے۔

۶۔ ہوشع۔ اسکے معنی ''چھٹکارے'' کے آتے ہیں۔ آپ کا پورا نام ہوشع ابن بیری ہے۔ بنی اسرائیل کے چھوٹے انبیاء میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ کا عہد ۷۲۲ ق م کے لگ بھگ ہے۔

۷۔ یوئیل۔ اسکے معنی ہیں ''یہوواہ ہی اللہ ہے''۔ اس صحیفے کا کاتب غیر معروف ہے۔ اور تاریخ تدوین بھی مجہول ہے۔

۸۔ عاموس۔ اسکے معنی حمل کے آتے ہیں)۔ آپ کا عہد آٹھویں قبل مسیح کے لگ بھگ ہے۔ آپ نے یہودیوں کو توبہ و انابت کی دعوت دی۔ اور انھیں خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ جلا وطنی وقتی ہے داؤد علیہ السلام کے گھر کے پاس واپسی یقینی ہے۔

۹۔ عوبدیا۔ اسکے معنی ''یہوواہ کا غلام'' کے ہیں۔ داؤد علیہ السلام کی ذریت سے ہیں۔ یوروشلم کی تباہی کے بعد کے ہیں۔

۱۰۔ یونان۔ کے معنی ''کبوتر'' کے آتے ہیں، آپ کا پورا نام یونان ابن امتائی ہے۔ توریت کے مطابق آپ عراق کے قدیم شہر موصل کے علاقے میں اہل نینوی کی جانب بھیجے گئے تھے۔ لیکن اذن الٰہی کے بغیر ہی آپ وہاں سے یافا چلے آئے اور وہاں سے ''ترتیوس'' (قرطاجنہ)۔ کے لئے ایک کشتی میں سوار ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے شدید طوفانی ہواؤں کو بھیجا جس سے کشتی ڈگمگانے لگی۔ اور ڈوبنے کا خطرہ بڑھتا گیا۔ ملاح خوفزدہ ہو گئے۔ انھوں نے اپنے سامانوں کو سمندر میں پھینک دیا اور اپنے معبودوں سے گریہ وزاری کرنے لگے۔ رہے یونان تو وہ کشتی کی نچلی منزل پر جاکر گہری نیند میں سو گئے۔ ملاحوں کے سردار نے انھیں جگا کر خدا سے فریاد کرنے کا حکم دیا۔ بعض لوگوں نے کہا آپ قرعہ اندازی کی جائے کہ کس کے سبب یہ عظیم مصیبت ہم پر آپڑی ہے۔ قرعہ ڈالا گیا تو یونان کا نام نکلا لوگوں نے آپ سے اس مصیبت کا سبب پوچھا۔ آپ نے فرمایا میں اس خدا سے خوف کھا کر بھاگا ہوں جس نے بر و بحر کو پیدا فرمایا ہے اور جو آسمان کا بھی مالک ہے۔ اس پر باہمی مشورے اور رضامندی سے آپ کو سمندر میں پھینک دیا گیا۔ ایک مچھلی نے آپ کو نگل لیا تین دن آپ مچھلی کے پیٹ میں باقی رہے۔ توبہ و انابت کی بناء پر اسکے پیٹ سے باہر آئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو دوبارہ اہل نینوی کے پاس بھیجا اور آپکی قوم چالیس دن کے بعد اللہ تعالیٰ پر ایمان لائی۔

یونان کا یہ قصہ یونس بن متّٰی کے قصے سے مشابہ ہے۔

۱۱۔ میکاہ۔ آپ اشعیاء نبی کے معاصر تھے۔ آپ نے سامرہ اور یوروشلم کی بربادی اور یہودیوں کی اسیری کی پیشین گوئی کردی تھی۔

۱۲۔ ناحوم۔ آپ ان قیدیوں میں شامل تھے جنھیں بابل لے جایا گیا۔

۱۳۔ حبقوق۔ ہیکل کے مغنیوں میں سے تھے۔ لاوی کی نسل و ذریت سے ہیں۔

۱۴۔ صفنیاہ۔ اسکے معنی آتے ہیں "یہوہ ستر پوشی کرتا ہے۔ آپ کوشی بن جدلیاہ بن امریاہ بن حزقیاہ کے فرزند تھے یوشیاہ کے عہد میں آپ یوروشلم میں ادبی اشعار گاتے تھے

۱۵۔ حجی۔ اس کے معنی "عید" کے آتے ہیں۔ آپ عید ہی کے دن پیدا ہوئے تھے۔

بابل کی اسیری کے بعد کے عہد کے ہیں۔ ہیکل کی تعمیر جو ۱۵ سال کے لئے رک گئی تھی اس کی تکمیل کے لئے آپ ہی اسرائیل کو آمادہ کرتے تھے۔

۱۶۔ ذکریا۔ برخیاہ بن عدو کے لڑکے اور بنو لاوی کی نسل سے ہیں

کہانت کے منصب پر فائز تھے۔

۱۷۔ ملاخی۔ اسکے معنی "میرے رسول" کے آتے ہیں۔ نحمیاہ کے ہم عصر تھے

عہد نامہ قدیم کا یہ آخری صحیفہ ہے۔

☆☆☆☆

سفرنامہ

دورہ امریکا و برطانیہ
تاثرات و مشاہدات

مقبول احمد فلاحی
معاون مہتمم جامعۃ الفلاح

غالباً اگست ۲۰۰۲ء میں امریکن ایمبسی کے شعبہ تعلیم وثقافت نے جامعہ سے رابطہ قائم کیا اور خواہش ظاہر کی کہ ہندوستان کے بعض نمایاں مدارس کے نمائندوں پر مشتمل ایک وفد کا دورہ امریکہ کرانا انکے پیش نظر ہے اس موضوع پر گفتگو کے لئے وہ جامعہ آنا چاہتے ہیں۔ کیا انہیں اجازت دی جاتی ہے۔ یہاں سے انہیں آنے کی اجازت دے دی گئی۔ حسب پروگرام یہ نمائندے جامعہ حاضر ہوئے اور ذمہ داروں سے گفتگو کے بعد طے پایا کہ چند روز میں تبادلہ خیال کے بعد جامعہ کے نمائندے کا نام ان کو دے دیا جائے گا چنانچہ میرا نام تجویز کر کے انکو مطلع کر دیا گیا۔ اصلاً یہ پروگرام ماہ اپریل ۲۰۰۳ء کا تھا مگر اسی دوران عراق پر امریکی جارحیت کے پیش نظر ایمبسی کو مطلع کر دیا گیا کہ موجودہ حالات میں ہم سفر نہیں کر سکتے ہیں۔ ایمبسی نے برابر رابطہ رکھا اور بالآخر ستمبر ۲۰۰۳ء کے پروگرام میں شرکت پر آمادگی ظاہر کی گئی۔

حسب پروگرام میں ۱۸ کو دہلی پہنچ گیا اور دوسرے حضرات بھی تشریف لائے۔ ۱۹ ستمبر کی شب میں ہماری براہ لندن واشنگٹن روانگی ہوئی۔ وفد کل دس افراد پر مشتمل تھا۔ جسمیں مولانا مقتدی حسن ازہری صاحب جامعہ سلفیہ بنارس، مولانا عبداللہ مسعود صاحب جامعہ سلفیہ بنارس، مولانا ضیاء الرحیم صاحب ازہری جامعۃ الہدایہ جے پور وغیرہ شامل تھے۔ بعض افراد کی ممبئی مدارس اور کلکتہ سے روانگی تھی۔ اوقات کے تفاوت کی رعایت کرتے ہوئے امریکی وقت کے مطابق ۴ بجے ہم واشنگٹن ڈی سی پہونچ گئے۔ وہاں سے ہوٹل لے جایا گیا۔ ہوٹل میں بقیہ تمام شرکاء وفد سے ملاقات ہوئی۔ ۲۱ ستمبر تا ۲۶ ستمبر چھ دن واشنگٹن ڈی سی میں مصروفیات رہیں۔ ۲۷ تا ۳۰ ستمبر ۴ دن شارلوٹ (CHAR LOTTE) یکم کو شارلوٹ سے روانہ ہو کر امریکہ کے مغربی کنارے لاس انجلز پہونچے اور ۱۲ اکتوبر سے ۱۶ اکتوبر تک لاس انجلز میں مصروفیت رہی۔ ۷ کو پھر مشرقی حصہ کے مشہور شہر فلاڈلفیا واپسی ہوئی اور ۷ سے ۱۰ اکتوبر تک فلاڈلفیا میں مختلف النوع سرگرمیاں رہیں۔ ۱۰ کی شام کو وفد نیویارک آیا اور شب گزارنے کے بعد نیویارک کے مختلف تاریخی مقامات کی سیر اور ضروری

اطلاعات کے بعد باضابطہ دورے کا پروگرام ختم ہو گیا اور حسب سہولت بیشتر لوگ وطن واپس ہو گئے اور چند لوگ اپنی بعض مصروفیات کی وجہ سے دو سے چار دن مزید قیام کے بعد واپس ہوئے۔ بعض تحریکی حلقوں کے احباب کی دعوت اور پروگرام کے تحت میں ایک عشرہ مزید قیام کیا۔ اور ۲۳ کو نیو یارک سے لندن آ گیا ایک ہفتہ لندن میں مصروفیت کے بعد ۲۹ اکتوبر کو روانہ ہو کر دہلی ہوتے ہوئے ۳۱ کو جامعۃ الفلاح واپس آ گیا۔

امریکی دعوت نامے کے مضمرات

اسٹیٹ ڈپارٹمنٹ آف امریکہ نے مذھبی طبقہ و ذمہ داران مدارس اسلامیہ کے گروپس بلانے اور امریکہ کی زیارت کرانے کا فیصلہ ۲۰۰۳ء میں کیا اور اب تک چار گروپس امریکہ جا کر واپس آ چکے ہیں۔ اسلامی اسکالرس اور طبقہ علماء کو دعوت مذھبی طبقات امریکہ میں (Religias School In The.u.s.) کے عنوان کے تحت دی جاتی ہے امریکن ایجنسی کے شعبہ ثقافت وتعلیم نے چوتھے گروپ میں مجھے بھی مدعو کیا تھا۔ اس ذیل میں تفصیلی معلومات بھی فراہم کی تھیں ان کی فراہم کردہ تفصیلات سے معلوم ہوا کہ امریکہ نے تقریباً ۶۰ سال سے یہ سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ دنیا کے مختلف خطوں سے مختلف میدان کے لوگوں کو ایک تسلسل کے ساتھ دعوت دی جاتی ہے۔ اور امریکہ اپنے مصارف سے ان کو اپنے ملک کا ۲۰ روزہ دورہ کراتا ہے۔ ہر سال تقریباً ۴۵۰۰ افراد بلائے جاتے ہیں۔ ان میں سیاست داں، اخبارات وجرائد کے مدیران مختلف شعبہ ہائے حیات کے نمایاں افراد مثلاً سائنس ٹکنالوجی ڈاکٹرس، انجینیرس، معاشی، معاشرتی، تعلیمی وثقافتی میدان سے وابستہ افراد اور بحیثیت مجموعی ان افراد کا انتخاب کیا جاتا ہے جو سماج پر کسی نہ کسی طور پر اثر انداز ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں. عجیب بات ہے کہ اس وقت دنیا کے مختلف خطوں پر غلبہ واقتدار اور دوسری نوعیت کے اثرات رکھنے والے وہ افراد ہیں جو کسی نہ کسی مرحلہ میں امریکہ کی زیارت کر چکے ہیں.

اس پروگرام میں امریکہ نے حالیہ دنوں میں یہ اضافہ کیا ہے کہ اس نے اسلام پسند طبقات کو بھی اس فہرست میں شامل کر لیا ہے. یہ شاید اس لئے کیا گیا کہ امریکہ کو احساس ہونے لگا ہے کہ مسلمانوں کا مذہبی طبقہ بطور خاص علماء کرام بھی سماج پر اثر انداز ہونے کی قوت رکھتے ہیں.

لوگ سوال کرتے ہیں کہ امریکہ نے علماء کرام کو کیوں دعوت دی اور ان کے سفر پر خطیر رقم خرچ کی. اصلاً اس کا جواب تو امریکی حکومت کو دینا چاہئے میں نے دوران سفر بار بار اس عقدہ کو

پروگرام کے مرتبین اور اعلیٰ ذمہ داران سے حل کرنے کی کوشش کی. مگر کسی کے جواب سے تشفی نہ ہو گی. ان کا روز اول سے ایک جواب ہے چونکہ آپ حضرات تعلیمی میدان میں نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں لہٰذا آپ کو امریکی سماج اور وہاں کے تعلیمی نظام کا جائزہ کرایا جا رہا ہے تا کہ ثقافتی اور تعلیمی میدان میں تبادلہ خیال ہو سکے. اور ایک دوسرے کے تجربات سے فائدہ اٹھایا جا سکے. پروگرام کی ترتیب میں جس نقطہ پر زور تھا وہ مذھبی اور سیکولر تعلیم کی ہم آہنگی کا حصہ تھا. شاید اس کے ذریعہ انہیں مدارس کے لوگوں کو یہ رخ دینا پیش نظر ہو کہ مذھب کی تعلیم کے ساتھ جدید عصری علوم کو شامل نصاب کیا جا سکتا ہے یہ وہ مقصد ہے جسے امریکی حکومت کے اس شعبہ نے وضاحت کے ساتھ تحریری طور پر بھی اور زبانی بھی بیان کیا ہے.

مگر میرے خیال سے صرف یہ مقصد اتنا کافی نہیں ہے کہ اس کے لئے امریکہ اتنی توجہ دے کیونکہ اب بحمد اللہ نہایت تیزی کے ساتھ ہندوستان کے تمام اسلامی ادارے قرآن وسنت کی تعلیم کے ساتھ جدید وعصری علوم پر متوجہ ہو چکے ہیں. البتہ اس مہم میں تھوڑی تیزی ضرور آ سکتی ہے. اور بعض وہ حضرات جن کے لئے جدید وقدیم کا امتزاج ایک مہمل چیز تھی ان کے لئے شاید یہ دورے مفید ہو سکیں. میں نے دوران سفر متعدد افراد سے اس پر تبادلہ خیال کیا اور خود پروگرام کے مرتبین کے بیانات کے بین السطور سے جو چیز اخذ کی ہے وہ یہ کہ امریکہ ان دوروں سے مختلف ممالک میں سماج پر اثر انداز ہونے والے افراد سے براہ راست گہری واقفیت حاصل کرنا چاہتا ہے اور تقریباً تین ہفتے مختلف پروگراموں اور دوروں سے یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ کون فرد کس لائق ہے امریکہ اپنے لئے افراد تلاش کرتا ہے ان پر نظر رکھتا ہے اور بوقت ضرورت ان کا استعمال کرتا ہے. مثلاً پیشہ وارانہ مہارت رکھنے والے افراد سے امریکہ کی خدمت لے لیتا ہے. مفید مطلب سیاست دانوں سے بوقت ضرورت اپنی پالیسی کی تکمیل میں تعاون لیتا ہے. اسی طرح سارے طبقات پر قیاس کیا جا سکتا ہے. مذہبی طبقہ پر انکی نظر اس لئے پڑی ہے کہ بہرحال یہ بھی ایک موثر قوت ہے ان کا قریب سے جائزہ لیا جائے انکی قوتوں وصلاحیتوں کا بھرپور اندازہ کیا جائے. اس میں کون قابوں میں آ سکتے ہیں ان کا تعاون حاصل کیا جائے کون قابو میں نہیں آ سکتے انکے سلسلے میں دوسری تدابیر اختیار کی جائے وغیرہ.

یہ دورے اور ان پر مصارف امریکہ کی ذہنی بلندی اور دوررس پالیسی کی علامت ہیں. دنیا میں سب سے موثر قوت "MANPOWER" ہی ہے دیگر ممالک اس طرح کے کاموں کو کار عبث خیال کرتے ہیں لیکن امریکہ نے اس میدان کو انکی اہمیت دی اور اس پر کافی وسائل خرچ کئے

ہیں. معلوم ہوا زائرین کا یہ سلسلہ گزشتہ ۲۰ سالوں سے چل رہا ہے اور دنیا کے کسی خطہ سے کسی نمایاں
فرد کا نام لیں گے وہ اس پروگرام سے گزر چکا ہے امریکی ارباب حل وعقد بذات خود دنیا کا مطالعہ
کرتے ہیں پوری دنیا کا تجزیہ کرتے ہیں. اس کے لئے خود بھی سفر کرتے ہیں اور بھی لوگوں کو بلا کر یہ
کام کرتے ہیں یہ ان کا کام ہے وہ کرتے ہیں سوال یہ ہے کہ مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے جواب یہ ہے
کہ انہیں بھی ایسا کرنا چاہئے مگر یہ کوئی وقتی یا عارضی عمل نہیں ہے یہ ان کو زیب دیتا ہے جو ہمہ جہتی
تفوق کے حامل ہوتے ہیں. عام مسلمان اور شخصیات جن کے پیش نظر اسلام کی بالادستی اور تفوق نہ ہو
وہ ان پروگراموں سے منفی اثرات قبول کریں گے. لیکن جو افراد، ادارے اور حکومتیں غلبہ
اسلام کے لئے کوشاں ہوں انھیں اپنے میدان عمل کا بھرپور اور گہرا مطالعہ کرنا چاہئے کھلے دماغ کے
ساتھ حقائق تک پہونچنے کی کوشش کرنی چاہئے.

بعض مخلصین نے امریکی دعوت نامہ مسترد کرنے کی نصیحت کی بعض نے تاثر دیا کہ واپسی پر امریکہ کے آلہ
کار ہو جاؤ گے. یہ اندیشے بجا تھے اور ہیں. مگر ان لوگوں کے لئے جو انفعالی کردار کے حامل ہیں. جو اپنی
زندگی کا کوئی واضح نقشہ کار اور مقصد نہیں رکھتے غلبہ اسلام کی بات کرنے والوں کے لئے منقار زیر پر ہونے
سے بات نہیں بنے گی انہیں کھلے دل ودماغ کے ساتھ زمین پر چل پھر کر جائزہ لینا ہوگا.

اس ذیل میں اپنے پروگرام کا ایک واقعہ درج کرتا ہوں.

''ہمارا وفد ۲۰ ستمبر ۲۰۰۱ء کی شام میں واشنگٹن پہونچا. دوسرے روز واشنگٹن کے مختلف تاریخی
مقامات کی سیر کا پروگرام تھا تیسرے دن ہمارے دورے کو ترتیب دینے والے ادارے اور اسٹیٹ
ڈپارٹمنٹ کے ذمہ دار مسٹر چارلس گراہم نے اپنے افتتاحی خطاب میں کہا کہ آپ ہندوستان کے
مذہبی طبقہ کے نمایاں افراد ہیں. ہم ایک تسلسل کے ساتھ دنیا کے مختلف ممالک کے نمایاں افراد کا
دورہ کراتے ہیں. اور آپ میں سے کون کس بلند مقام پر فائز ہو جائے کچھ کہا نہیں جا سکتا. ماضی میں
اس پروگرام کے تحت اس ہال میں ایک وفد بیٹھا تھا اور اس سے میں مخاطب تھا کسے معلوم کہ کونے
میں بیٹھا ہوا نوجوان آج افغانستان کا صدر ہو جائے گا (انکی مراد حامد کرزئی سے تھی). اس واقعہ
سے میری باتوں کو سمجھنے میں آسانی ہوگی.

امریکہ کا تعلیمی نظام

ہمارے وفد کے امریکی دورے کا عنوان تھا (Religious school In the.u.s) وفد
کے تمام ممبران کا تعلق مذہبی تعلیمی اداروں سے تھا. اور دعوت نامہ بھی ثقافتی وتعلیمی شعبہ کی جانب سے

جاری کیا گیا تھا لہذا ادبی طور پر ۲۱ روزہ دورے میں تعلیمی وثقافتی اداروں کا دورہ چھایا رہا ۴ شہروں
میں مختلف نوعیت کے تعلیمی وثقافتی اداروں میں جانے کا موقعہ ملا. اس میں پرائمری، سکنڈری، ہائر سکنڈری
کالج اور یونیورسٹی سطح کے ادارے شامل تھے. تعلیمی اداروں کے دورے میں سرکاری اور پرائیویٹ
اداروں کی سیر کرائی گئی. پھر مختلف مذاہب کے افراد کے زیر نگرانی چلنے والے ہر سطح کے ادارے دکھائے
گئے مثلاً پروٹسٹنٹ، کیتھولک، یہودی، اسلامی وغیرہ مختلف نوعیت کے اداروں کا مختلف زاویوں سے
مطالعہ کے بعد جو چیزیں قابل ذکر نظر آئیں انھیں ہدیہ قارئین کیا جا رہا ہے.

پبلک اور پرائیویٹ ادارے. یعنی سرکاری وغیر سرکاری ادارے سرکاری اداروں سے مراد وہ
اسکولس، کالجز اور یونیورسٹیز ہیں جو سرکاری امداد سے حکومت کی نگرانی میں چلتے ہیں. انکی تعداد
تقریباً ستر فیصد سے زائد ہے اور اسی تناسب سے تعلیم حاصل کرنے والے پبلک یعنی سرکاری
اداروں سے وابستہ ہیں سرکاری اداروں کے نظام تعلیم اور نصاب تعلیم میں ریاستی سطحوں پر بعض
اختلاف بھی ہیں لیکن بحیثیت مجموعی یہ سرکاری ادارے بالکل غیر مذہبی اور اخلاقی نوعیت کے ہیں
امریکہ میں باقاعدہ ایسے ادارے متحرک ہیں جو Seprtion of Churh کے لئے سرگرم جدوجہد
کرتے ہیں بعض طبقات سرکاری اداروں میں مذہبی تعلیم کی وکالت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اخلاق و
عادات کی تعمیر میں مذہب کے بغیر کوئی رول ادا نہیں کیا جا سکتا مگر امریکی دستور مذہب اور اسٹیٹ کی
کامل علیحدگی پر مبنی ہے لہذا اس طرح کی کوشش کرنے والے قانونی محاذ پر ناکام ہو جاتے ہیں.

وہ ادارے جو کسی خاص مذہبی گروپ کے زیر اثر سرگرم ہیں انکی تعداد بھی اچھی خاصی ہے.
کیتھولک اداروں کی تعداد زیادہ ہے. پروٹسٹنٹ اور دیگر عیسائی فرقوں کے بھی ادارے ہیں. یہودیوں
کے اپنے ادارے بھی موجود ہیں مسلمانوں کے بھی ادارے ہیں. ہر کمیونٹی اپنی مذہبی ضروریات کے
مطابق نصاب ترتیب وتدوین کرتی ہے مگر سرکاری معیار قائم رکھنا ضروری ہے. یہودی اداروں میں
عبرانی اور مسلم اداروں میں عربی کی تعلیم داخل نصاب ہے کسی بھی تعلیمی ادارے کے لئے جگہ، عمارت،
تدریسی اسباب کا ایک کم سے کم معیار مقرر ہے. معیار کی تکمیل کے بعد ہی کام کر سکتے ہیں

وسائل سے بھرپور ایک ترقی یافتہ ملک کے اداروں میں جو خوبیاں ہونی چاہئے وہ یہاں
نظر آتی ہیں. جدید ذرائع کا استعمال، نظم وضبط کی پابندی، تدریس کے جدید ترین نظریات کے
مطابق طریقہ تعلیم قابل قدر ہے. تعلیمی ادارے امریکی معاشرے کا عکس ہیں. امریکی معاشرے کی
خوبیاں اور خرابیاں یہاں دیکھی جا سکتی ہیں.

ہمارا موضوع بطور خاص یہ تھا کہ۔

Faith Based Modern And Seculer Education System

کو دیکھیں اور ہم اپنے اداروں کے لئے ان سے کیا لے سکتے ہیں اس کا جائزہ لیں مگر سوائے اسکے کہ وہاں وسائل کی کثرت ہے کوئی اور نمایاں کمی ہمیں جامعۃ الفلاح کے نظام تعلیم میں نظر نہیں آئی۔

جغرافیائی وماحولیاتی صورتحال

امریکہ کی پرکشش جنت کا ایک نمایاں پہلو اسکی جغرافیائی وماحولیاتی صورتحال ہے۔ وہاں کی آب وہوا، موسموں کی تبدیلی، زمین کی ملاوٹ اور اسکی زرخیزی کی پیداوار ومعدنیات، دریا جھیلیں آبپاشی کے ذرائع، مختلف شہروں میں گھل پھر کر اور ہوائی سفروں میں زمین کا نظارہ کرنے کے بعد یہ جنت جو تاثر قائم ہوا ہے وہ یہ کہ شاید روئے زمین کا قدرتی اعتبار سے سب سے خوبصورت حصہ امریکہ کا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق امریکہ کا رقبہ ہندوستان کی بہ نسبت تقریباً چار گنا زیادہ ہے۔ اور آبادی ہندوستان کی بہ نسبت چوتھائی ہے۔ خود اندرونی وسائل وافر مقدار میں موجود ہیں اس کے علاوہ دنیا کے مختلف حصوں کے وسائل کا بہاؤ بھی امریکہ کی طرف ہے۔ ان سب کے پیش نظر ایسا لگتا ہے کہ اہل زمین کے لئے امریکہ قدرت کا عظیم تحفہ ہے۔ حق یہ ہے کہ اس خطے کے سب سے زیادہ مستحق وہ لوگ ہیں جو اللہ کی عظیم امانت کے امین ہیں مگر شاید ابھی وہ اپنے آپ کو اس کا اہل نہیں بنا سکے ہیں۔ گیہوں، چاول کے علاوہ ایک بڑے حصے پر سویابین اور مکئی کی کاشت ہوتی ہے۔ آبپاشی عموماً آئے دن کی بارش سے ہو جاتی ہے کبھی اگر وقفہ لمبا ہو جاتا ہے تو جدید مشینری سے مصنوعی بارش کرادی جاتی ہے۔

جدید آبادی کے لحاظ سے تقریباً تمام شہر ایک خاص منصوبے کے تحت بسائے گئے ہیں۔ بلکہ زرعی زمینوں کی پلاننگ بھی بڑے منصوبہ بند طریقہ سے کی گئی ہے۔ بیسوں میل لمبے پلاٹ میں ایک ترتیب کے ساتھ خالی جگہوں کو زراعت کے لئے مختص کیا گیا ہے۔ بیشتر پودے اور جنگلات بھی پلاننگ کے تحت ہی نظر آتے ہیں۔ تعلیمی ادارے عام طور پر کھلے مقامات پر اور اونچی جگہوں پر تعمیر کئے گئے ہیں گرد وغبار برائے نام ہے لہٰذا کپڑے اور بدن پر گندگی بہت کم لگتی ہے۔

☆☆☆☆

جامعہ کے لیل ونہار

دورہ امریکا سے واپسی کے بعد نائب مہتمم کا خطاب

تعلیمی وثقافتی میدان میں باہمی تبادلہ خیال اور ایک دوسرے کے تجربات سے استفادہ کی خاطر، امریکن ایمبسی ہندوستان کے مذہبی تعلیمی اداروں کے چار گروپس کو اپنے یہاں زیارت پر بلا چکی ہے۔ چوتھے وفد میں نائب مہتمم تعلیم وتربیت جناب مولانا مقبول احمد صاحب فلاحی بھی شامل تھے۔ آپ نے اس دورہ (۱۹ ستمبر تا ۲۹ اکتوبر ۲۰۰۳ء) سے واپسی کے بعد ابو اللیث ہال میں طلبہ و اساتذہ سے خطاب کرتے ہوئے اس دعوت نامے کے اغراض ومقاصد، امریکہ کی جغرافیائی وماحولیاتی صورتحال، تعلیمی وثقافتی سرگرمیوں پر بہترین انداز میں روشنی ڈالی امریکن قوم کے اوصاف وخصائل کا تذکرہ کرتے ہوئے وہاں کی سیاست ومعیشت پر یہودیوں کی زبردست گرفت کی جانب آپ نے اشارہ فرمایا۔ موصوف نے فرمایا: سیاست ومعیشت پر زبردست یہودی گرفت ہی کی بنا پر امریکہ کی خارجہ پالیسیاں خصوصاً مشرق وسطیٰ سے تعلق سے گریٹر اسرائیل کی سمت پیش قدمی کی عکاسی کرتی ہیں۔

آپ کے تاثرات ومشاہدات کی افادیت کے پیش نظر اسے الگ سے حدیہ قارئین کیا جا رہا ہے۔

سکریٹری جمعیۃ الطلبہ کا انتخاب

ثقافتی پروگراموں اور ہم نصابی سرگرمیوں کی مضبوط منصوبہ بندی اور اسے روبہ عمل لانے کے لئے جامعہ میں طلبہ کی تنظیم "جمعیۃ الطلبہ" کے نام سے سرگرم عمل ہے۔ رواں تعلیمی سال کے لئے اس کے سکریٹری کا انتخاب مہتمم تعلیم وتربیت کے ذریعہ نامزد چار طلبہ کے پینل میں سے طلبہ نے براہ راست کیا۔ کثرت رائے سے عزیزم لئیق احمد کا انتخاب عمل میں آیا۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو اپنی ذمہ داریاں بحسن وخوبی نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور آپ کے ہاتھوں جمعیۃ الطلبہ کو مزید فعال اور مستحکم بنائے۔ آمین یارب العالمین۔

جامعہ سے دو اساتذہ کی سفر حج پر روانگی

یہ خبر دیتے ہوئے ہمیں بے حد خوشی ہو رہی ہے کہ امسال شعبہ اعلیٰ جامعۃ الفلاح سے دو معزز اساتذہ جناب مولانا عمران احمد صاحب فلاحی اور جناب مولانا رئیس احمد صاحب فلاحی حج پر جا رہے ہیں ان دونوں کے اعزاز میں ۳ جنوری کو انکے ساتھ شعبہ اعلیٰ کے اساتذہ کی ایک نشست ہوئی۔ اپنے تاثرات و احساسات کا اظہار کرتے ہوئے جناب مولانا رئیس احمد صاحب فلاحی نے جملہ اساتذہ سے اپنی غلطیوں کو معاف

کردینے کی درخواست کی اور مقامات مقدسہ پر ہر ایک کے لیے دعا کرنے کا وعدہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں اساتذہ کے حج کو حج مبرور بنائے اور ہم جملہ اساتذہ کو اس فریضہ کی ادائیگی کی توفیق اور موقع عطا فرمائے۔

سرکلر بنام عام ارکان انجمن طلبۂ قدیم جامعۃ الفلاح

برادران عزیز و محترم (فارغین جامعہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے جملہ احباب بعافیت ہوں گے۔

اس سے قبل استصواب کے لئے ارسال کردہ تحریر کے جواب میں ترمیم شدہ دستور کے حق میں موصول آپ لوگوں کی رایوں کو مجلس شوریٰ جامعۃ الفلاح میں پیش کیا گیا جس پر مجلس نے اطمینان کا اظہار کیا اس ترمیم شدہ دستور کی دو شقیں سہواً چھوٹ گئی تھیں۔ جو درج ذیل ہیں ان پر آپ لوگ اپنی رایوں کو ایک ماہ کے اندر دفتر انجمن کو روانہ کردیں تاکہ جلد ہی متوقع مجلس شوریٰ کی نشست میں اسے پیش کیا جاسکے تاکہ مجلس اس مسئلہ پر اپنا حتمی فیصلہ صادر کر سکے۔

(۱) انجمن کا کوئی ممبر بیک وقت انجمن اور جامعہ کے عہدے قبول نہیں کرسکتا اور جامعہ کی مجلس شوریٰ کی رکنیت قبول کرنے کے لئے انجمن کی شوریٰ کی اجازت ضروری ہوگی۔

(۲) کسی ممبر کو مسلسل تین میقات تک صدر، سکریٹری، خازن کے عہدے اور مجلس شوریٰ کی رکنیت کے لئے منتخب نہیں کیا جاسکے گا۔

اعزازی ممبر شپ کی دفعہ کاتب کی غلطی سے مجوزہ دستور میں باقی رہ گئی تھی جس کا علم ہوتے ہی ترمیم شدہ دستور میں اسے قلمزد کر دیا گیا تھا البتہ آپ لوگوں میں سے جن کے پاس وہ دستور بلا قلمزد کیا ہوا پہنچ گیا ہو وہ اسے قلمزد سمجھیں۔

والسلام

صدر انجمن طلبۂ قدیم